Spot CMYK#Waheed

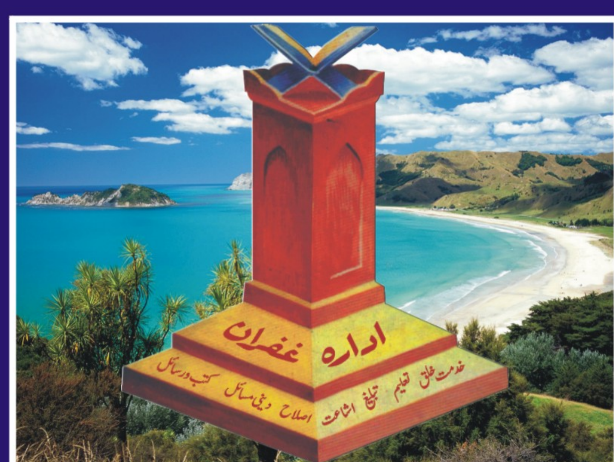

ماہنامہ
التبلیغ
راولپنڈی

بشرفِ دعا
حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ
وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبد السلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس — مفتی محمد امجد — حکیم محمد فیضان — غفار الحق

فی شمارہ.............. 25 روپے
سالانہ............... 300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
الحاج غلام علی فاروق
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....مہنگائی، فضول خرچی اور کفایت شعاری........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن(سورہ بقرہ: قسط134).. شراب اور جوئے کا گناہ، ان کے نفع سے بڑا ہے .....// // 5

درسِ حدیث ....ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کا حکم (قسط7)......// // 25

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

ماہِ صفر میں شادی بیاہ جائز ہے..................................مفتی محمد رضوان 35

حصولِ جنت کی دوڑ..................................مفتی محمد امجد حسین 36

اسلام کی بنیاد پر یہ ملک بنا ہے..................................// // 43

دنیا کی حقیقت..................................قاری جمیل احمد 50

ماہِ ذیقعدہ: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات............مولانا طارق محمود 52

علم کے مینار:......امام مالک رحمہ اللہ کی زندگی کے آخری ایام....مولانا غلام بلال 54

تذکرۂ اولیاء:..............حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رحلت............مولانا محمد ناصر 56

پیارے بچو!..................................جنات وشیاطین (قسط۲)..........حافظ محمد ریحان 59

بزمِ خواتین ....خواتین جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے(قسط9)......مولانا طلحہ مدثر 60

آپ کے دینی مسائل کا حل..................جہیز کا حکم.....................ادارہ 69

کیاآپ جانتے ہیں؟... نکاح کے موقع پر چھوارے بکھیرنے کی روایات... مفتی محمد رضوان 79

عبرت کدہ .... حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام (قسط۱).......مولانا طارق محمود 87

طب وصحت...............چکوترہ(Grapefruit)...........مفتی محمد رضوان 91

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز..............مولانا محمد امجد حسین 93

اخبارِ عالم ....قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...........حافظ غلام بلال 94

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ مفتی محمد رضوان

مہنگائی، فضول خرچی اور کفایت شعاری

آج کل ہر طرف مہنگائی اور بے روزگاری کا رونا رویا جاتا ہے، آئے دن مہنگائی کے خلاف احتجاج کئے جاتے ہیں، اور ریلیاں نکالی جاتی ہیں، اور میڈیا پر طرح طرح سے شکوے شکایات کئے جاتے ہیں، اور گویا کہ ایک طرح سے ہائے مہنگائی اور ہائے مہنگائی کا وظیفہ پڑھا جاتا ہے، اور اس وظیفہ میں غریب لوگوں کے علاوہ امیروں اور مالداروں کا بڑا طبقہ بھی شامل ہوتا ہے۔

لیکن اسلام نے اس سلسلہ میں جو اہم تعلیم دی ہے، اس کی طرف عام طور پر توجہ نہیں کی جاتی، جو معاشی مسائل کو بہتر بنانے کے لئے ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ فضول خرچیوں اور بے جا مال اڑانے سے اجتناب کیا جائے، اور کفایت شعاری کے اصول پر عمل پیرا ہوا جائے۔

چنانچہ آج کے دور میں لوگوں نے فضول خرچیوں اور بے جا بلکہ شاہی اخراجات کا ایک پہاڑ اپنے اوپر لاد رکھا ہے، بچہ کی پیدائش سے لے کر شادی بیاہ اور وفات تک بے شمار فضول رسموں میں لوگوں نے اپنے آپ کو گھیر رکھا ہے، اور روزمرہ کی فضول خرچیوں کا معاملہ الگ ہے۔

اگر ہم صبح سے شام تک اپنے ہونے والے اخراجات پر انصاف کی نظر ڈالیں گے، اور گہرائی سے جائزہ لیں گے، تو ہمیں اس نتیجہ تک پہنچنے کے لئے زیادہ دشواری کا سامنا نہیں ہوگا کہ ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں ہونے والے اخراجات میں کمی اور کنٹرول کر کے اپنی معاشی بدحالی کا کافی حد تک ازالہ کر سکتے ہیں، کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، برتنے اور استعمال کرنے کی تمام چیزوں کا جائزہ لے کر ہم اپنے اخراجات کو کافی حد تک کم کر سکتے ہیں، اور معاشی بدحالی کا رونا رونے سے جان چھڑا سکتے ہیں۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ غریب سے غریب لوگ بھی چائے وسگریٹ نوشی، مختلف قسم کے غیر ضروری بلکہ مُضر مشروبات، اخبار بینی اور اس جیسی کئی قسم کی چیزوں میں روزانہ کے حساب سے سینکڑوں روپے خرچ کر دیتے ہیں۔

بجلی، پانی اور گیس اور پٹرول کا غیر ضروری استعمال کر کے ہر مہینہ ہزاروں روپے کا بل اپنے کھاتے میں جمع

کرانے کا بوجھ اپنے اوپر لادتے ہیں۔

بلاوجہ ٹیلی فون اور موبائل وغیرہ کا استعمال کر کے سینکڑوں اور ہزاروں روپوں کے بل بھرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔

بچہ کی پیدائش، شادی بیاہ اور فوتگی کے عنوان سے کئی رسموں میں ہزاروں نہیں لاکھوں روپے برباد کرتے ہیں۔

صرف نمود ونمائش اور ریا کاری کے طور پر قیمتی ونمائشی لباس اور کپڑوں پر بھاری رقم قربان کردیتے ہیں۔

اگر ہم بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت کے اصول پر عمل پیرا ہوں، اور روزمرہ کی زندگی میں اس کا اہتمام کریں، تو یقیناً ہم میں سے ہر ایک شخص سینکڑوں اور ہزاروں روپے کے اخراجات میں کمی کرسکتا ہے۔

اسی کے ساتھ ایک بات یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو حلال اور جائز طریقہ پر جتنا کچھ دیا ہے، وہ اس پر صبر وشکر کرے، اور اپنے سے اوپر اور مالدار لوگوں پر نظر رکھنے کے بجائے اپنے سے چھوٹے اور غریب لوگوں پر نظر رکھے۔

اگر ہم نیک نیتی اور دُھن ودھیان کے ساتھ ان دونوں کاموں کو اختیار کرلیں گے، یعنی فضول خرچیوں سے اجتناب اور کفایت شعاری کا اہتمام کرلیں گے، تو امید ہے کہ مہنگائی اور بے روزگاری کا رونا رونے سے، مقروض ہونے سے، دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے، بلکہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے لوٹ مار، حرام خوری اور قتل وغارت گری کے کئی سنگین مسائل سے بھی بآسانی نجات حاصل کرسکتے ہیں۔

اللہ کرے کہ ایسا ہو۔ آمین۔

(سورہ بقرہ قسط134،آیت219) مفتی محمد رضوان

شراب اور جوئے کا گناہ، ان کے نفع سے بڑا ہے

يَسۡـَٔلُونَكَ عَنِ الۡخَمۡرِ وَالۡمَيۡسِرِ قُلۡ فِيۡهِمَآ اِثۡمٌ كَبِيۡرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثۡمُهُمَآ اَكۡبَرُ مِنۡ نَّفۡعِهِمَا (سورة البقرة، رقم الآية ۲۱۹)

ترجمہ: سوال کرتے ہیں لوگ آپ سے، خمر (شراب) اور جوئے کے بارے میں! آپ کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے منافع بھی ہیں، اور ان دونوں کا گناہ زیادہ بڑا ہے ان کے نفع سے (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

مطلب یہ ہے کہ شراب اور جوئے میں لوگوں کے لئے کچھ نفع کی باتیں ہیں، مثلاً اس سے وقتی طور پر لذت وفرحت اور سرور کی کیفیت اور قوت حاصل ہوجاتی ہے، یا جوئے سے بلا مشقت مال حاصل ہوجاتا ہے، لیکن ان میں بڑا گناہ ہے، اور ان کا گناہ ہونا ان کے اس طرح کے نفع سے زیادہ بڑا اور مضر ونقصان دہ ہے۔

چنانچہ شراب میں سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ شراب کے ذریعہ سے انسان کی عقل پر پردہ پڑجاتا ہے اور عقل میں فتور وبگاڑ پیدا ہوجاتا ہے، اور عقل ہی کی صفت کی وجہ سے انسان درحقیقت دوسری مخلوقات میں اشرف اور ممتاز ہے۔

لہٰذا جب انسان کی عقل پر پردہ پڑجائے اور فتور وبگاڑ پیدا ہوجائے، تو پھر اس کا یہ شرف اور یہ امتیازی صفت باقی نہیں رہتی۔

اور اسی وجہ سے شراب کے نشہ میں مبتلا ہوکر انسان حیوانوں والی بلکہ اس سے بھی بدتر خصلتوں کا مرتکب ہوجاتا ہے، جس سے طرح طرح کے فتنے وفساد رونما ہوتے ہیں۔

اور جوا کھیلنے میں مال کا ناجائز طریقہ پر ہڑپ کرنا اور مال کا ضائع کرنا اور باہم دشمنی وغیرہ طرح طرح کے مفاسد ظاہری وباطنی پیش آتے ہیں۔

مذکورہ آیت کے ذریعہ سے ابتدائی طور پر خمر وشراب اور جوئے کی برائی کو ذہنوں میں بٹھادیا گیا، پھر اس

کے بعد شراب اور جوئے کے بارے میں اور بھی سخت حکم نازل ہوا، جس کی تفصیل احادیث میں آئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو میسرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: لَـمَّا نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ، قَالَ : اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْـخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً. فَنزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ الَّتِيْ فِيْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ : (يَسْأَلُوْنَکَ عَنِ الْـخَـمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا إِثْمٌ كَبِيْرٌ) قَالَ فَدُعِيَ عُمَرُ، فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ ، فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً. فَنَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِيْ فِيْ سُوْرَةِ النِّسَاءِ (يَا أَيُّهَا الَّـذِيْـنَ آمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى) فَكَانَ مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى الـلّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّمَ إِذَا أَقَامَ الصَّلَاةَ نَادٰى:أَنْ لَّا يَقْرَبَنَّ الصَّلَاةَ سَكْرَانُ، فَدُعِيَ عُـمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَ : اَلـلّٰهُـمَّ بَيِّـنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً فَنَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِيْ فِي الْمَائِدَةِ ، فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ، فَلَمَّا بَلَغَ (فَهَلْ أَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ) قَالَ :فَقَالَ عُمَرُ: اِنْتَهَيْنَا، اِنْتَهَيْنَا (مسند احمد، رقم الحديث ۳۷۸) [1]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب خمر (وشراب) کے حرام ہونے کا حکم نازل ہونا شروع ہوا، تو انہوں نے دعاء کی کہ اے اللہ! خمر (وشراب) کے بارے میں کوئی شافی بیان نازل فرمادیجئے، چنانچہ سورہ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی کہ:

يَسْأَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا إِثْمٌ كَبِيْرٌ.

کہ ''سوال کرتے ہیں لوگ آپ سے، خمر (وشراب) اور جوئے کے بارے میں، آپ کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے''

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ آیت سنائی گئی (یہ آیت سُننے کے بعد) انہوں نے پھر وہی دعاء کی کہ اے اللہ! خمر (وشراب) کے بارے کوئی شافی بیان نازل فرمادیجئے، اس پر سورہ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى.

کہ ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے! تم نماز کے قریب نہ جاؤ، اس حال میں کہ تم نشہ میں ہو''

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح(حاشية مسند احمد)

اس آیت کے نزول کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مؤذن جب (نماز کھڑی ہونے کے لئے) اقامت کہتا تو یہ اعلان کرتا کہ نشے میں مدہوش کوئی شخص نماز کے قریب نہ آئے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ آیت بھی سنائی گئی، لیکن انہوں نے (یہ آیت سُننے کے بعد) پھر وہی دعاء کی کہ اے اللہ! خمر وشراب کے بارے کوئی شافی بیان نازل فرما دیجئے، اس پر سورہ مائدہ کی (وہ) آیت نازل ہوئی (جس میں خمر وشراب کو مکمل طریقہ پر حرام کر دیا گیا) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر اس آیت کی قرائت بھی سنائی گئی، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ. کہ "تو کیا تم باز آتے ہو؟"
پر پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ ہم (خمر وشراب سے پوری طرح) باز آ گئے، ہم باز آ گئے (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حُرِّمَتِ الْخَمْرُ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ، وَيَأْكُلُوْنَ الْمَيْسِرَ، فَسَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُمَا، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا إِثْمٌ كَبِيْرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ) إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ، فَقَالَ النَّاسُ: مَا حَرَّمَ عَلَيْنَا، إِنَّمَا قَالَ: (فِيْهِمَا إِثْمٌ كَبِيْرٌ) وَكَانُوْا يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ. حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمٌ مِّنَ الْأَيَّامِ، صَلّٰى رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ، أَمَّ أَصْحَابَهُ فِي الْمَغْرِبِ، خَلَطَ فِيْ قِرَاءَتِهِ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهَا آيَةً أَغْلَظَ مِنْهَا: (يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ)، وَكَانَ النَّاسُ يَشْرَبُوْنَ حَتّٰى يَأْتِيَ أَحَدُهُمُ الصَّلَاةَ وَهُوَ مُفِيْقٌ. ثُمَّ أُنْزِلَتْ آيَةٌ أَغْلَظُ مِنْ ذٰلِكَ: (يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ)، فَقَالُوْا: اِنْتَهَيْنَا رَبَّنَا، فَقَالَ النَّاسُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، نَاسٌ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَمَاتُوْا عَلٰى فُرُشِهِمْ كَانُوْا يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ، وَيَأْكُلُوْنَ الْمَيْسِرَ، وَقَدْ جَعَلَهُ اللّٰهُ رِجْسًا مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ،

فَأَنْزَلَ اللّٰهُ : (لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَّآمَنُوْا) إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمْ لَتَرَكُوْهَا كَمَا تَرَكْتُمْ (مسند احمد، رقم الحديث ٨٦٢٠) [1]

ترجمہ: خمر (وشراب) کی حرمت تین مختلف مراحل میں ہوئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ خمر (وشراب) پیتے تھے اور جوئے کا پیسہ بھی کھاتے تھے، تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دونوں چیزوں کے متعلق سوال کیا، تو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ بقرہ کی یہ آیت نازل فرمائی کہ:

يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا إِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ.

کہ ''سوال کرتے ہیں لوگ آپ سے خمر (وشراب) اور جوئے کے بارے میں، آپ کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے منافع بھی ہیں، آخر آیت تک''

لوگ کہنے لگے کہ اس آیت میں خمر (وشراب) حرام تو نہیں قرار دی گئی، اس میں تو اللہ نے صرف یہ فرمایا ہے کہ ان میں گناہ بڑا ہے (اور لوگوں کے لئے منافع بھی ہیں) چنانچہ (بعض لوگ) خمر (وشراب) پیتے رہے، یہاں تک کہ ایک دن مہاجرین میں سے ایک صحابی نے مغرب کی نماز میں لوگوں کی امامت کی تو (نشے کی وجہ سے) انہیں قرائت میں اشتباہ ہوگیا، اس پر اللہ نے پہلے سے زیادہ سخت سورہ نساء کی یہ آیت نازل فرمائی کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ.

کہ ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے! تم نماز کے قریب نہ جاؤ، اس حال میں کہ تم نشہ میں ہو، یہاں تک کہ تم کو علم ہوجائے اُن باتوں کا جو تم کہتے ہو''

(کچھ) لوگ پھر بھی خمر (وشراب) پیتے رہے، البتہ نماز کے لئے اُس وقت آتے جب اپنے ہوش وحواس میں ہوتے، اس کے بعد پھر اس سے بھی زیادہ سخت سورہ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: حسن لغيره (حاشية مسند احمد)

الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ.

کہ ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے! بس شراب، اور جوا اور بُت، اور (قسمت آزمائی کے) تیر گندگی، شیطان کا عمل ہیں، پس اجتناب کرو تم ان سے، تاکہ تم فلاح پاؤ''

اس آیت کے نازل ہونے پر لوگ کہنے لگے کہ اے ہمارے رب! اب ہم باز آگئے، پھر کچھ لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کچھ لوگ جو (اس حکم کے آنے سے پہلے) اللہ کے راستے میں شہید ہوئے یا اپنے بستروں پر فوت ہوگئے اور وہ خمر (وشراب) بھی پیتے تھے اور جوئے کا پیسہ بھی کھاتے تھے (ان کا کیا بنے گا) جبکہ اللہ نے ان چیزوں کو گندگی اور شیطانی کام قرار دے دیا ہے؟ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے، ان کے لئے ان چیزوں میں کوئی حرج نہیں جو وہ (حکم آنے سے) پہلے کھا چکے، جبکہ اب لوگ متقی اور ایمان والے رہیں، آخر آیت تک، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ان کی موجودگی میں خمر (وشراب) حرام ہوتی تو وہ بھی تمہاری طرح اسے چھوڑ ہی دیتے (مسند احمد)

مطلب یہ تھا کہ جب تک شراب اور جوئے کے حرام ہونے کا صاف اور واضح حکم نہیں آیا تھا، اس وقت جن مومنوں نے شراب پی یا جوئے کا ارتکاب کیا، اور وہ اسی حال میں فوت ہوگئے، تو ان پر کوئی گناہ نہیں، کیونکہ وہ اس وقت کے ہی احکام کے مکلّف و پابند تھے، جس میں انہوں نے کوتاہی سے کام نہیں لیا، اور اگر ان کی زندگی میں شراب اور جوئے کو حرام کر دیا جاتا، تو وہ اس حکم پر بھی عمل پیرا ہوتے، لہٰذا ان کی موت بُری حالت پر نہیں ہوئی، البتہ اب جبکہ شراب اور جوئے کے حرام ہونے کا حکم آچکا ہے، تو اس حکم کے آنے کے بعد کوتاہی کرنے پر پکڑ اور مؤاخذہ ہوگا۔

''میسر'' یعنی جوئے کو عربی زبان میں ''قمار'' بھی کہا جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت نافع سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ :الْمَيْسِرُ :الْقِمَارُ (الادب المفرد، رقم الحديث ١٢٦٠) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''میسر'' سے مراد ''قمار'' (یعنی جوا) ہے (الادب المفرد)

---

[1] قال الألباني: صحيح الإسناد موقوفا(حاشية الادب المفرد)

''میسر''اور''قمار''ابتدائے اسلام میں شراب کی طرح حرام نہیں تھا۔

چنانچہ حضرت عبیداللہ بن عبداللہ رحمہ اللہ،ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

لَمَّا نَزَلَتِ الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ لَقِيَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رِجَالًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ،فَقَالَ لَهُمْ:إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ سَيَغْلِبُوْنَ عَلٰى فَارِسَ قَالُوْا: فِيْ كَمْ؟ قَالَ:فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ،قَالَ:ثُمَّ خَاطَرُوْا بَيْنَهُمْ خُطُرًا،وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُحَرَّمَ الْقِمَارُ عَلَيْهِمْ،فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ،فَأَخْبَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا دُوْنَ الْعَشْرِ مِنَ الْبِضْعِ، فَكَانَ ظُهُوْرُ فَارِسَ عَلَى الرُّومِ لِسَبْعِ سِنِيْنَ ،فَكَانَ ظُهُوْرُ فَارِسَ عَلَى الرُّوْمِ لِسَبْعِ سِنِيْنَ،ثُمَّ أَظْهَرَ اللّٰهُ الرُّوْمَ عَلٰى فَارِسَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فَفَرِحَ الْمُسْلِمُوْنَ بِظُهُوْرِ أَهْلِ الْكِتَابِ وَكَانَ ظُهُوْرُ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ بَعْدَ الْحُدَيْبِيَةِ

(شرح مشکل الآثار للطحاوی، رقم الحدیث ۲۹۸۹)

ترجمہ: جب (سورہ روم کی) یہ آیت نازل ہوئی کہ''الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ''(یعنی الم،روم مغلوب ہوگئے،لیکن عنقریب وہ چند سالوں میں غالب آجائیں گے) تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی چند مشرک لوگوں سے ملاقات ہوئی،تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ اہلِ کتاب (یعنی اہلِ روم) عنقریب فارس پر غالب آجائیں گے،مشرکین نے کہا کہ کتنی مدت میں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ''بضع سنین''(یعنی چند سالوں میں) پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور مشرکین کے درمیان شرط ٹھہر گئی،اور یہ اس وقت کا حکم ہے،جب تک قمار (یعنی جوئے) کے حرام ہونے کا حکم نہیں آیا تھا،پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس سے نیچے نیچے کو''بضع'' کہا جاتا ہے،پس فارس کا روم پر غالب آنا ساتویں سال میں تھا،پھر اللہ نے روم کو فارس پر حدیبیہ کے زمانہ میں غالب کردیا،پس مسلمان اہلِ کتاب (یعنی روم) کے غالب آنے سے خوش ہوئے،اور مسلمانوں کا مشرکین پر غلبہ حدیبیہ کے بعد ہوا (طحاوی)

دوسری روایات میں اس واقعہ کی مزید تفصیل آئی ہے۔

چنانچہ حضرت نیار بن مکرم اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا نَزَلَتْ (الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْ أَدْنَی الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ) فَکَانَتْ فَارِسُ یَوْمَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآیَةُ قَاهِرِیْنَ لِلرُّوْمِ، وَکَانَ الْمُسْلِمُوْنَ یُحِبُّوْنَ ظُهُوْرَ الرُّوْمِ عَلَیْهِمْ لِأَنَّهُمْ وَإِیَّاهُمْ أَهْلُ کِتَابٍ، وَفِیْ ذٰلِکَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی (وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَاءُ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ) فَکَانَتْ قُرَیْشٌ تُحِبُّ ظُهُوْرَ فَارِسَ لِأَنَّهُمْ وَإِیَّاهُمْ لَیْسُوْا بِأَهْلِ کِتَابٍ وَلَا إِیْمَانٍ بِبَعْثٍ، فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی هٰذِهِ الْآیَةَ، خَرَجَ أَبُوْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقُ یَصِیْحُ فِیْ نَوَاحِیْ مَکَّةَ (الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْ أَدْنَی الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ) قَالَ نَاسٌ مِنْ قُرَیْشٍ لِأَبِیْ بَکْرٍ: فَذٰلِکَ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ، زَعَمَ صَاحِبُکَ أَنَّ الرُّوْمَ سَتَغْلِبُ فَارِسَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ، أَفَلَا نُرَاهِنُکَ عَلٰی ذٰلِکَ، قَالَ: بَلٰی، وَذٰلِکَ قَبْلَ تَحْرِیْمِ الرِّهَانِ، فَارْتَهَنَ أَبُوْ بَکْرٍ وَالْمُشْرِکُوْنَ وَتَوَاضَعُوْا الرِّهَانَ، وَقَالُوْا لِأَبِیْ بَکْرٍ: کَمْ تَجْعَلُ الْبِضْعُ ثَلَاثُ سِنِیْنَ إِلٰی تِسْعِ سِنِیْنَ، فَسَمِّ بَیْنَنَا وَبَیْنَکَ وَسَطًا تَنْتَهِیْ إِلَیْهِ، قَالَ: فَسَمَّوْا بَیْنَهُمْ سِتَّ سِنِیْنَ، قَالَ: فَمَضَتِ السِّتُّ سِنِیْنَ قَبْلَ أَنْ یَّظْهَرُوْا، فَأَخَذَ الْمُشْرِکُوْنَ رَهْنَ أَبِیْ بَکْرٍ، فَلَمَّا دَخَلَتِ السَّنَةُ السَّابِعَةُ ظَهَرَتِ الرُّوْمُ عَلٰی فَارِسَ، فَعَابَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی أَبِیْ بَکْرٍ تَسْمِیَةَ سِتِّ سِنِیْنَ، لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ، قَالَ: وَأَسْلَمَ عِنْدَ ذٰلِکَ نَاسٌ کَثِیْرٌ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۱۹۴) [1]

ترجمہ: جب (سورہ روم کی) یہ آیات نازل ہوئیں کہ:

"الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ"

"الم۔ مغلوب ہوگئے ہیں رومی۔ نزدیک کی زمین پر اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب

---

[1] قال الترمذی:
هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِنْ حَدِیْثِ نِیَارِ بْنِ مُکْرَمٍ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِی الزِّنَادِ.

غالب آ جائیں گے ’’بضع سنین‘‘ (یعنی چند ہی سالوں) میں‘‘

اس وقت اہلِ فارس، اہلِ روم پر غالب تھے، اور مسلمان اہلِ فارس کو مغلوب دیکھنے کے خواہش مند تھے، اس لئے کہ مسلمان اور رومی اہلِ کتاب تھے (اور رومیوں کی نسبت آسمانی مذہب کی طرف ہونے کی وجہ سے مسلمان، ان کو غالب دیکھنا چاہتے تھے) اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

’’وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ‘‘

’’اور اس دن خوش ہوں گے مومن، اللہ کی مدد سے، وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہ زبر دست ہے، انتہائی رحم والا ہے‘‘

جبکہ قریش (مشرکین) کی چاہت تھی کہ اہلِ فارس ہی غالب رہیں، کیونکہ وہ (یعنی اہلِ فارس) اور قریش دونوں نہ اہلِ کتاب تھے اور نہ کسی نبوت پر ایمان رکھنے والے، جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ آیات زور زور سے پڑھتے ہوئے مکہ کے محلوں میں گھومنے لگے، مشرکین میں سے کچھ لوگوں نے ان سے کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان شرط ہے۔ تمہارے دوست محمد کا کہنا ہے کہ چند سال میں رومی اہلِ فارس پر غالب آ جائیں گے، کیا ہم تم سے اس پر شرط نہ لگائیں، اور یہ اس طرح کی شرط لگانے کے حرام ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے، اس طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ اور مشرکین کے درمیان شرط لگ گئی اور دونوں نے اپنا اپنا شرط کا مال کسی کے پاس رکھوا دیا، پھر انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ بضع تین سے نو تک کے عدد کو کہتے ہیں (اور ’’بضع سنین‘‘ کا ہی قرآن میں ذکر آیا ہے) لہٰذا ایک درمیانی مدت مقرر کرلو، چنانچہ انہوں نے چھ سال کی مدت مقرر کرلی، مگر چھ سال کی مدت میں روم غالب نہ آ سکے، تو مشرکین نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شرط کا مال لے لیا، پھر جب ساتواں سال آیا تو روم فارس پر غالب آ گئے، جس پر مسلمانوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ’’بضع سنین‘‘ کو چھ سال کا نام دینے پر عیب لگایا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ’’فی بضع سنین‘‘ فرمایا تھا (جو تین سے نو سال تک کے عدد پر بولا جاتا ہے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کم کا عرصہ طے کیا تھا) راوی کہتے ہیں کہ اس موقع پر بہت

لوگ مسلمان ہوئے (ترمذی)

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنُ ابُنِ عَبَّاسٍ، فِیُ قَوُلِ اللّٰهِ تَعَالٰی (الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوُمُ فِیُ أَدُنَی الأَرُضِ) قَالَ: غُلِبَتُ وَغَلَبَتُ، کَانَ الُمُشُرِکُوُنَ یُحِبُّوُنَ أَنُ یَّظُهَرَ أَهُلُ فَارِسَ عَلَی الرُّوُمِ لِأَنَّهُمُ وَإِیَّاهُمُ أَهُلُ أَوُثَانٍ، وَکَانَ الُمُسُلِمُوُنَ یُحِبُّوُنَ أَنُ یَّظُهَرَ الرُّوُمُ عَلٰی فَارِسَ لِأَنَّهُمُ أَهُلُ کِتَابٍ، فَذَکَرُوُهُ لِأَبِیُ بَکُرٍ فَذَکَرَهُ أَبُوُ بَکُرٍ لِرَسُوُلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیُهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَمَا إِنَّهُمُ سَیَغُلِبُوُنَ، فَذَکَرَهُ أَبُوُ بَکُرٍ لَهُمُ، فَقَالُوُا: اِجُعَلُ بَیُنَنَا وَبَیُنَکَ أَجَلًا، فَإِنُ ظَهَرُنَا کَانَ لَنَا کَذَا وَکَذَا، وَإِنُ ظَهَرُتُمُ کَانَ لَکُمُ کَذَا وَکَذَا، فَجَعَلَ أَجَلًا خَمُسَ سِنِیُنَ، فَلَمُ یَظُهَرُوُا، فَذَکَرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیُهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَلَا جَعَلُتَهُ إِلٰی دُوُنَ، قَالَ: أُرَاهُ الُعَشُرَ، قَالَ سَعِیُدٌ: وَالُبِضُعُ مَا دُوُنَ الُعَشُرِ، قَالَ: ثُمَّ ظَهَرَتِ الرُّوُمُ بَعُدُ، قَالَ: فَذٰلِکَ قَوُلُهُ تَعَالٰی (الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوُمُ) إِلٰی قَوُلِهٖ (یَفُرَحُ الُمُؤُمِنُوُنَ بِنَصُرِ اللّٰهِ یَنُصُرُ مَنُ یَّشَاءُ) (سنن الترمذی، رقم الحدیث ٣١٩٣، مسند احمد، رقم الحدیث ٢٧٦٩) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ نے اس قول "الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوُمُ فِی أَدُنَی الأَرُضِ" کے بارے میں فرمایا کہ "غُلبت" اور غَلبت" (دونوں طرح سے ہے) مشرکین اس بات کو پسند کرتے تھے کہ اہل فارس، اہلِ روم پر غالب آ جائیں، کیونکہ اہلِ فارس بت پرست تھے (اس وجہ سے وہ مشرکین کے قریب تھے) اور مسلمان اس بات کو پسند کرتے تھے کہ روم، فارس پر غالب آ جائیں، کیونکہ رومی اہلِ کتاب تھے (جو مسلمانوں کے زیادہ قریب تھے) مسلمانوں نے یہ بات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ذکر کی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] قال الترمذی:
هَذَا حَدِیثٌ حَسَنٌ غَرِیبٌ، إِنَّمَا نَعُرِفُهُ مِنُ حَدِیثِ سُفُیَانَ الثَّوُرِیِّ، عَنُ حَبِیبِ بُنِ أَبِی عَمُرَةَ
وقال شعیب الارنؤوط:
إسناده صحیح علی شرط الشیخین (حاشیة مسند احمد)

فرمایا کہ عنقریب اہلِ روم غالب آجائیں گے، پھر یہ بات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مشرکین سے ذکر کی، جس پر مشرکین نے کہا کہ آپ ہمارے اوراپنے درمیان ایک مدت مقرر کرلیں، اگر ہم فتح یاب ہوئے، تو ہمیں اتنا اوراتنا مال دینا، اوراگرتم فتح یاب ہوئے تو تمہارے لئے اتنا اوراتنا مال ہوگا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پانچ سال کی مدت مقرر کرلی، مگر اہلِ روم پانچ سال تک غالب نہیں آئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے دس سال سے نیچے کی مدت کیوں مقرر نہیں کی، حضرت سعید بن جبیر (جواس روایت کے راوی ہیں) کہتے ہیں کہ ''بضع'' کالفظ دس سے کم کے لئے بولا جاتا ہے (جس کا سورہ روم کی آیت میں ذکر ہے) پھر اس کے بعد اہلِ روم غالب آگئے، تواسی کا اللہ تعالیٰ کے قول'''' الم غُلِبَتِ الرُّومُ ''میں ذکر ہے، جس (کی چوتھی آیت میں) میں اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے''يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ''یعنی اس دن خوش ہوں گے مومن اللہ کی مدد سے، مدد کرتا ہے اللہ جس کی چاہتا ہے (ترمذی، مسند احمد)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ابتدائے اسلام میں شراب کی طرح ''میسر'' یعنی قماراور جوئے کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مذکورہ واقعہ اسی زمانہ سے متعلق ہے۔

بعد میں شراب کی طرح جوئے کی قطعی حرمت کا حکم نازل ہوگیا، جس کا سورہ مائدہ میں ذکر آیا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۤءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (سورة المائدة، رقم الآيات ٩٠، و ٩١)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے! بس شراب، اور جوا اور بُت، اور (قسمت آزمائی والے) تیر، گندگی، شیطان کا عمل ہیں، پس تم ان سے اجتناب کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔ بس شیطان یہ چاہتا ہے کہ وہ تمہارے درمیان عداوت اور بغض پیدا کردے، خمر (یعنی شراب) اور

جوئے میں (مبتلا کر کے) اور تمہیں روک دے اللہ کی یاد اور نماز سے، تو کیا تم باز آتے ہو؟

(سورہ مائدہ)

احادیث میں بھی جوئے کی ممانعت وحرمت کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهٰى عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ(سنن ابی داوٗد) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خمر (وشراب) اور جُوے سے منع فرمایا (ابوداؤد، مسند احمد)

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَالْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ (المعجم الكبير للطبراني) [2]

ترجمہ: اور خمر (وشراب) اور جوا اور ہر نشہ آور چیز (سے نشہ کرنا) حرام ہے (طبرانی)

معلوم ہوا کہ شراب اور جوا حرام ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلِفِهٖ: وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى، فَلْيَقُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ، فَلْيَتَصَدَّقْ (بخاری) [3]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قسم اٹھائی اور اپنی قسم میں لات و عزیٰ (بتوں) کا نام لیا (یعنی لات وعزیٰ کی قسم اٹھائی) تو اسے چاہیے کہ وہ (اپنے ایمان کی تجدید کرنے کے لیے) "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہے، اور جس نے کسی دوسرے شخص سے یہ کہا کہ

---

[1] رقم الحديث ٣٦٨٥، كتاب الاشربة، باب النهي عن المسكر، مسند احمد، رقم الحديث ٦٤٣٨.

قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن (حاشية مسند احمد)

[2] رقم الحديث ١٢٦٠١، ج١٢ ص ١٠٢.

قال الالباني: قلت: وهذا إسناد جيد رجاله كلهم ثقات وفي معقل بن عبيد الله وهو الجزري ضعف يسير من قبل حفظه واحتج به مسلم وقد توبع كما يأتي (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ١٨٠٦)

[3] رقم الحديث ٤٨٦٠، كتاب تفسير القرآن، باب أفرأيتم اللات والعزى.

آؤمیں آپ کے ساتھ جوا کھیلوں گا، تو اسے چاہئے کہ وہ صدقہ کرے(بخاری)

اورحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلِفِهٖ: وَاللَّاتِ، فَلْيَقُلْ: لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ، فَلْيَتَصَدَّقْ بِشَيْءٍ

(مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ٨٠٨٧) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قسم اٹھائی اور اپنی قسم میں لات و عزیٰ (بتوں) کا نام لیا(یعنی لات وعزیٰ کی قسم اٹھائی) تو اسے چاہیے کہ وہ (اپنے ایمان کی تجدید کرنے کے لیے)"لاَ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ" کہے،اور جس نے کسی دوسرے شخص سے یہ کہا کہ آؤمیں آپ کے ساتھ جوا کھیلوں گا، تو اسے چاہئے کہ وہ کچھ صدقہ کرے(مسنداحمد)

ایسی قسم کے بعد لا الٰہ الا اللہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ بتوں کی تعظیم کرکے شرک میں مبتلا ہو چکا ہے، اس لئے ایمان کی تجدید ضروری ہوگی۔

اورصرف جوئے کو کھیلنے کا کہنے پر صدقہ کا حکم اس لئے دیا گیا، تاکہ جوا کھیلنے کے بارے میں جو زبان سے کہہ کر گناہ کیا، اس کا کفارہ ہو جائے۔ [2]

مذکورہ حدیث سے قمار اور جوئے کے گناہ کی شدت معلوم ہوئی کہ ایک تو اس کو بتوں کی قسم کھانے کے ساتھ ذکر کیا گیا، اور دوسرے صرف اس عمل کو کرنے کا ارادہ ظاہر کرنے پر ہی صدقہ کا حکم دیا گیا، تاکہ اس

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:

إسناده صحيح على شرط الشيخين(حاشية مسند احمد)

[2] من الأحكام المتعلقة بالميسر تصدق من طلب المقامرة، فعن أبي هريرة رضى الله عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من حلف فقال فى حلفه :واللات والعزى فليقل لا إله إلا الله ومن قال لصاحبه تعال أقامرك فليتصدق .

قال النووى قال العلماء :أمر بالصدقة تكفيرا لخطيئته فى كلامه بهذه المعصية، وقال الخطابى :معناه فليتصدق بمقدار ما أمر أن يقامر به.

قال النووى :والصواب الذى عليه المحققون -وهو ظاهر الحديث -أنه لا يختص بذلك المقدار بل يتصدق بما تيسر مما ينطلق عليه اسم الصدقة، ويؤيده رواية " :فليتصدق بشىء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ٣٩، ص ٤٠٧، مادة "ميسر")

گناہ کی تلافی ہوجائے۔ ۱؎

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ (سنن أبی داود، رقم الحدیث ۴۹۳۸،باب فی النھی عن اللعب بالنَّرد) ۲؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ''نرد'' کے ساتھ کھیلا، اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی (ابوداؤد)

''نرد'' مخصوص گوٹیوں کو کہا جاتا ہے، جن سے عرب میں بطور جوئے کے کھیلنے کا رواج تھا، اور اس کھیل کو ''نردشیر'' بھی کہا جاتا تھا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ لَعِبَ بِالْكِعَابِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۹۵۰۱) ۳؎

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص گوٹیوں کے ساتھ کھیلا، اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی (مسند احمد)

۱؎ ("ومن قال لصاحبه :تعال ") : بفتح اللام أمر من تعالى يتعالى، وأصله أن العالی يطلب السافل ثم توسع أی ائت ("أقامرک ") : بالجزم علی جواب الأمر أی :أفعل القمار معک (" فليتصدق ") : أی بشیء من ماله كفارة لمقاله، وقيل :يتصدق وبقدر ما يريد أن يقامر به .قال الطيبی :إنما قرن القمار بذكر الأصنام تأسيا بالتنزيل، فی قوله تعالى جل شأنه :(إنما الخمر والميسر والأنصاب) فمن حلف بالأصنام فقد أشركها بالله فی التعظيم، فوجب تداركها بكلمة التوحيد، ومن دعی إلی المقامرة، فوافق أهل الجاهلية فی تصديقه بالميسر فكفارته التصدق بقدر ما جعله خطرا، أو بما تيسر، فكفارته التصدق مما يطلق عليه اسم الصدقة، وفيه أن من دعی إلی اللعب فكفارته التصدق، فكيف بمن لعب، وفی شرح مسلم للنووی، قال القاضی :فيه دلالة لمذهب الجمهور .علی أن العزم علی المعصية إذا استقر فی القلب، أو تكلم باللسان يكتب عليه(مرقاة المفاتيح، ج٦ص ٢٢٣٥، كتاب العتق، باب الأيمان والنذور)

۲؎ قال شعيب الارنؤوط:
حديث حسن(حاشية سنن ابی داوٗد)

۳؎ قال شعيب الارنؤوط:
حديث حسن(حاشية مسند احمد)

معلوم ہوا کہ ''نرد'' سے کھیلنا گناہ ہے، اور اگر اس میں جوا بھی شامل ہو، تو پھر سخت گناہ ہے۔ ۱

حضرت کلثوم بن جبیر سے روایت ہے کہ:

خَطَبَنَا ابْنُ الزُّبَيْرِ فَقَالَ: يَا أَهْلَ مَكَّةَ، بَلَغَنِي عَنْ رِجَالٍ مِّنْ قُرَيْشٍ يَلْعَبُوْنَ بِلُعْبَةٍ يُقَالُ لَهَا: النَّرْدَشِيْرُ، وَكَانَ أَعْسَرَ، قَالَ اللّٰهُ "إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ" وَإِنِّي أَحْلِفُ بِاللّٰهِ: لَا أُوتَى بِرَجُلٍ لَعِبَ بِهَا إِلَّا عَاقَبْتُهُ فِي شَعْرِهِ وَبَشَرِهِ، وَأَعْطَيْتُ سَلَبَهُ لِمَنْ أَتَانِي بِهِ (الادب المفرد للبخاری، رقم الحديث ۱۲۷۵، باب الأدب وإخراج الذين يلعبون بالنرد وأهل الباطل) ۲

ترجمہ: ہمیں حضرت ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، اور فرمایا کہ اے اہلِ مکہ! مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ قریش کے بعض لوگ ایک کھیل کھیلتے ہیں، جس کو ''نردشیر'' کہا جاتا ہے، جو کہ مشکل کھیل ہے، اللہ کا (سورہ مائدہ میں) ارشاد ہے''''(یعنی ''بس شراب، اور جوا اور بُت، اور تیر، گندگی، شیطان کا عمل ہیں'') اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ جو آدمی بھی میرے پاس اس کھیل کو کھیلتا ہوا لایا جائے، تو میں اس کے جسم اور بالوں پر سزا جاری کروں گا، اور جو ایسے شخص کو لے کر آئے گا، اسے اس کھیلنے والے کا سامان دے دوں گا (الادب المفرد)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيْرِ، فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيْرٍ وَدَمِهِ (مسلم، رقم الحديث ۲۲۶۰ "۱۰")

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ''نردشیر'' (یعنی جوا کھیلنے والی مخصوص گوٹیوں) کے ساتھ کھیلا، تو وہ ایسا ہے کہ گویا کہ اس نے اپنے ہاتھ کو خنزیر کے گوشت اور اس کے خون میں داخل کرلیا (مسلم)

خنزیر کا گوشت اور خون ناپاک اور حرام ہے، اور ''نرد'' کے ساتھ کھیلنا ایسا ہے، جیسا کہ اس میں ہاتھ ڈبونا،

---

۱ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ عِنْدَهُ النَّرْدُ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ مَنْ ضَرَبَ بِكِعَابِهَا يَلْعَبُ بِهَا (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۱۶۲)

۲ قال الألباني:

حسن الإسناد موقوفا (حاشية الادب المفرد)

اوراگراس کے ساتھ جوابھی شامل ہو،توپھرایساہے،جیساکہ خنزیرکے گوشت کوکھانا،جس کی تفصیل دوسری روایات میں آئی ہے۔ [1]

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

اَللَّاعِبُ بِالْفُصَّيْنِ قِمَارًا كَآكِلِ لَحْمِ الْخِنْزِيْرِ، وَاللَّاعِبُ بِهِمَا غَيْرَ قِمَارٍ كَالْغَامِسِ يَدَهُ فِيْ دَمِ خِنْزِيْرٍ (الادب المفرد، رقم الحديث ١٢٧٧) [2]

ترجمہ: نگوں (اورمخصوص پتھروں اور گوٹیوں) کے ساتھ جوا کھیلنے والا ایساہے،جیساکہ خنزیر کا گوشت کھانے والا،اوران کے ساتھ بغیر جوئے کے کھیلنے والا ایساہے،جیساکہ اپنے ہاتھ کو خنزیر کے خون میں ڈبونے والا (الادبُ المفرد)

اس طرح کے کھیلوں کی ممانعت دوسری روایات میں بھی آئی ہے،جن میں ''میسر'' یا ''قمار'' شامل ہو۔ [3]

''میسر'' عربی زبان میں مصدر ہے، جس کے ایک معنیٰ آسانی کے ہیں، اور جوئے کے ذریعہ کیونکہ دوسرے کامال آسانی سے ہاتھ آجاتاہے،یادوسرے کے پاس چلاجاتاہے،اس لئے جوئے کو''میسر'' کہا جاتاہے۔ [4]

بہرحال عربی زبان میں ''میسر'' جوئے کے کھیل کوکہاجاتاہے، پھراگراس میں کوئی مال وغیرہ کی ناجائز شرط بھی لگائی جائے،تواس کوعربی زبان میں ''قمار'' یا ''میسرِ قمار'' کہاجاتاہے،جس کے حرام ہونے میں شبہ نہیں۔

---

[1] النرد أعجمي معرب؟ وشير :حلو .والخنزير اسم يقع على الذكر والأنثى .والمراد بصبغ يده فى لحم الخنزير ودمه أن لحم الخنزير ودمه حرام التناول، فقد مس بيده ما يحرم تناوله، فكذلک اللاعب بالنرد يلعب بما يحرم عليه اللعب به(كشف المشكل من حديث الصحيحين،لابى الفرج الجوزى، ج٢ص ٢٩، كشف المشكل من مسند بريدة بن الحصيب)

[2] قال الألباني:صحيح الإسناد موقوفا(حاشية الادب المفرد)

[3] عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ :إِيَّاكُمْ وَهَاتَيْنِ الْكَعْبَتَيْنِ الْمُوسُومَتَيْنِ اللَّتَيْنِ يُزْجَرَانِ زَجْرًا، فَإِنَّهُمَا مِنَ الْمَيْسِرِ (الادب المفرد، رقم الحديث ١٢٧٠)

قال الألباني:صحيح (حاشية الادب المفرد)

حدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ نَجِيحٍ ، قَالَ :رَأَيْتُ ابْنَ سِيرِينَ مَرَّ عَلَى غِلْمَانٍ يَوْمَ الْعِيدِ بِالْمِرْبَدِ وَهُمْ يَتَقَامَرُونَ بِالْجَوْزِ ، فَقَالَ :يَا غِلْمَانُ ، لا تُقَامِرُوا ,فَإِنَّ الْقِمَارَ مِنَ الْمَيْسِرِ(مُصنف ابن أبى شيبة، رقم الحديث ٢٦٦٩٤، باب فى لعب الصبيان بالجوز))

[4] والميسر مصدر كالموعد سمى به القمار لانه أخذ مال الغير بيسر او سلب يسار الغير(التفسير المظهرى، ج١ ص ٢٦٩، سورة البقرة)

Idara Ghufran

اوراگرکوئی جوئے والاکھیل اس طرح کی شرط کے بغیر کھیلا جائے،تو اس کو عربی زبان میں ''میسرِ لہو'' کہا جاتا ہے،اور بہت سے فقہائے کرام اس کو بھی حرام یا مکروہ قرار دیتے ہیں۔ [1]

''میسرِ قمار'' وہ کہلاتا ہے،جس میں جانبین سے اس طرح کے مال کی شرط ہوتی ہے کہ جو غالب آجاتا ہے، اس کو مال حاصل ہو جاتا ہے،اور دوسرا محروم ہو جاتا ہے۔ [2]

اس طرح کے قمار اور جوئے کی جتنی بھی قدیم وجدید شکلیں ہیں، وہ سب حرام ہیں۔

جو نفع وضرر کے درمیان دائر ہوں، یعنی یہ بھی احتمال ہو کہ بہت سا مال مل جائے اور یہ بھی کہ کچھ نہ ملے، جیسا کہ آج کل کی لاٹری کے مختلف طریقوں میں پایا جاتا ہے، یہ سب قسمیں قمار اور میسر میں داخل ہیں۔

---

[1] القمار مصدر قامر الرجل مقامرة وقمارا، إذا لاعبه لعبا فيه رهان، وهو التقامر.
وتقامروا :لعبوا القمار .وقمرت الرجل أقمره قمرا :إذا لاعبته فيه فغلبته .
ج -الميسر:الـميسر كل شيء فيه قمار حتى لعب الصبيان بالجوز (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۴، ص ۱۲۳، مادة "سباق")

يأتي الرهان على معان منها:المخاطرة :جاء في لسان العرب :الرهان والمراهنة :المخاطرة .يقال :راهنه في كـذا، وهـم يتـراهـنـون، وأرهنوا بينهم خطرا، وصورة هذا المعنى من معاني الرهان :أن يتـراهن شخصان أو حـزبـان عـلـى شـيء يمكن حصوله كما يمكن عدم حصوله بدونه، كأن يقولا مثلا :إن لـم تـمطر السماء غدا فـلـك عـلـى كـذا مـن المال، وإلا فلي عليك مثله من المال، والرهان بهذا المعنى حرام باتفاق الفقهاء بين الـمـلـتـزمـيـن بـأحـكام الإسلام من المسلمين والذميين؛ لأن كلا منهم متردد بين أن يغنم أو يغرم، وهو صورة القمار المحرم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۳، ص ۱۷۱، مادة "رهان")

قسـم عـدد مـن الـفـقـهـاء الـميسـر إلى ميسر لهو، وهو ما ليس فيه مال، وميسر قمار، وهو ما فيه مال، وممن اشتهر عنه هذا التقسيم من المتقدمين الإمام مالك ومن المتأخرين ابن تيمية وابن القيم .

قال الإمام مالک :الميسر ميسران :ميسر اللهو فمنه النرد والشطرنج والملاهي كلها، وميسر القمار، وهو ما يتخاطر الناس عليه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۹، ص ۴۰۶، مادة "ميسر")

حـكـم ميسـر الـلهو:ميسر اللهو كاللعب بالنرد والشطرنج دون أن يصاحبه مال، واختلف الفقهاء في حكمه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۹، ص ۴۰۶، مادة "ميسر")

وما خلا من القمار، وهو اللعب الذي لا عوض فيه من الجانبين ولا من أحدهما، فمنه ما هو محرم، ومنه ما هو مبـاح، لـكـن لا يـخـلـو كل لهو غير نافع من الكراهة؛ لما فيه من تضييع الوقت والانشغال عن ذكر الله وعن الـصـلاة وعـن كل نافع مفيد(الفقه الاسلامي وادلتهٔ للزحيلي، ج۴ ص ۲۶۶۲، القسم الاول، الباب السابع، المبحث الرابع)

[2] اتـفـق الـفقهاء على تحريم ميسر القمار .وقـال الشـافـعية إن شرط فيه مال من الجانبين بحيث يكون المال لمن غلب من اللاعبين، فهو القمار المحرم، وصرحوا بأنه حينئذ كبيرة من الكبائر، وقال الرملي منهم : والـمـحـرم العقد، وأخذ المال، لأنه غصب من الجانبين أو أحدهما(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۹، ص ۴۰۷، مادة "ميسر")

جس معاملہ میں کسی مال کا مالک بنانے کو ایسی شرط پر موقوف رکھا جائے جس کے وجود وعدم کی دونوں جانبیں برابر ہوں اور اسی بناء پر نفع خالص یا تاوان خالص برداشت کرنے کی دونوں جانبیں بھی برابر ہوں، مثلاً یہ بھی احتمال ہو کہ زید پر تاوان پڑجائے اور یہ بھی کہ عمر پر پڑجائے ،اس کی جتنی قسمیں اور صورتیں پہلے زمانے میں رائج تھیں یا آج رائج ہیں یا آئندہ پیدا ہوں، وہ سب میسر اور قمار اور جوا کہلائیں گی ،معمے حل کرنے کا چلتا ہوا کاروبار اور تجارتی لاٹری، اور مال کی ہار جیت کی بنیاد پر تاش وغیرہ کے کھیل کی صورتیں سب اس میں داخل ہیں۔

البتہ اگر صرف ایک جانب سے انعام مقرر کیا جائے کہ جو شخص فلاں کام کرے گا اس کو یہ انعام ملے گا اس میں حرج نہیں بشرطیکہ اس شخص سے کوئی فیس وصول نہ کی جائے کیونکہ اس میں معاملہ نفع وضرر کے درمیان دائر نہیں بلکہ، نفع اور عدم نفع کے درمیان دائر ہے۔

جوئے کا کھیل سارا اس پر دائر ہے کہ ایک شخص کا نفع دوسرے کے ضرر پر موقوف ہے جیتنے والے کا نفع ہی نفع ہارنے والے کا نقصان ہی نقصان ،اس کاروبار سے کوئی دولت بڑھتی نہیں وہ اسی طرح منجمد حالت میں رہتی ہے، اس کھیل کے ذریعے ایک کی دولت سلب ہو کر دوسرے کے پاس پہنچ جاتی ہے، اس لئے قمار اور جوا مجموعی حیثیت سے قوم کی تباہی اور انسانی اخلاق کی موت ہے کہ جس انسان کو نفع رسانی خلق اور ایثار وہمدردی کا پیکر ہونا چاہیئے وہ ایک خونخوار درندہ کی خاصیت اختیار کرلے کہ دوسرے بھائی کی موت میں اپنی زندگی، اس کی مصیبت میں اپنی راحت، اس کے نقصان میں اپنا نفع سمجھنے لگے اور اپنی پوری قابلیت اس خودغرضی پر صرف کرے بخلاف تجارت اور بیع وشراء کی جائز صورتوں کے ان میں طرفین کا فائدہ ہوتا ہے اور بذریعہ تجارت اموال کے تبادلہ سے دولت بڑھتی ہے اور خریدنے والا اور بیچنے والا دونوں اس کا فائدہ محسوس کرتے ہیں۔

ایک بھاری نقصان جوئے میں یہ ہے کہ اس کا عادی اصل کمائی اور کسب سے عادتاً محروم ہوجاتا ہے، کیونکہ اس کی خواہش یہی رہتی ہے کہ بیٹھے بٹھائے ایک شرط لگا کر دوسرے کا مال چند منٹ میں حاصل کرے، جس میں نہ کوئی محنت ہے نہ مشقت، جوئے کا معاملہ اگر دو چار آدمیوں کے درمیان دائر ہو تو اس میں بھی مذکورہ مضرتیں بالکل نمایاں نظر آتی ہیں لیکن اس نئے دور میں ،جس کو بعض سطحی نظر والے انسان عاقبت نااندیشی سے ترقی کا دور کہتے ہیں، جیسے شراب کی نئی نئی قسمیں اور نئے نئے نام رکھ لئے گئے ،سود کی نئی نئی

قسمیں اور نئے نئے اجتماعی طریقے بینکنگ کے نام سے ایجاد کر لئے گئے ہیں، اسی طرح قمار اور جوئے کی بھی ہزاروں قسمیں چل گئیں، جن میں بہت سی قسمیں ایسی اجتماعی ہیں کہ قوم کا تھوڑا تھوڑا روپیہ جمع ہوتا ہے اور جو نقصان ہوتا ہے وہ ان سب پر تقسیم ہو کر نمایاں نہیں رہتا اور جس کو یہ رقم ملتی ہے اس کا فائدہ نمایاں ہوتا ہے، اس لئے بہت سے لوگ اس کے شخصی نفع کو دیکھتے ہیں، لیکن قوم کے اجتماعی نقصان پر دھیان نہیں دیتے اس لئے ان کا خیال ان نئی قسموں کے جائز ہونے کی طرف چلا جاتا ہے، حالانکہ اس میں وہ سب مضرتیں موجود ہیں جو دو چار آدمیوں کے جوئے میں پائی جاتی ہیں اور ایک حیثیت سے اس کا ضرر اس قدیم قسم کے جوئے سے بہت زیادہ اور اس کے خراب اثرات دور رس اور پوری قوم کی بربادی کا سامان ہیں، کیونکہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ پوری قوم کی دولت سمٹ کر محدود افراد اور محدود خاندانوں میں جمع ہو جائے گی، جس کا مشاہدہ سٹہ بازی اور جوئے کی دوسری قسموں میں روزہ مرہ ہوتا ہے اور اسلامی معاشیات کا اہم اصول یہ ہے کہ ہر ایسے معاملے کو ناجائز قرار دیا جائے، جس کے ذریعے دولت پوری ملت سے سمٹ کر چند سرمایہ داروں کے حوالہ ہو سکے۔

قمار یعنی جوئے کی خرابی یہ بھی ہے کہ شراب کی طرح قمار بھی آپس میں لڑائی جھگڑے اور فتنہ وفساد کا سبب ہوتا ہے، ہارنے والے کو طبعی طور پر جیت جانے والے سے نفرت اور عداوت پیدا ہوتی ہے اور یہ تمدن و معاشرت کے لئے سخت مہلک چیز ہے۔

اسی طرح قمار اور جوئے کا ایک لازمی اثر یہ ہے کہ شراب کی طرح آدمی اس میں مست ہو کر ذکر اللہ اور نماز سے غافل ہو جاتا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے شراب اور جوئے کو ایک ہی جگہ ایک ہی انداز سے ذکر فرمایا ہے کہ معنوی طور پر قمار کا بھی ایک نشہ ہوتا ہے جو آدمی کو اس کے بھلے برے کی فکر سے غافل کر دیتا ہے۔

جوئے کی ایک اصولی خرابی یہ بھی ہے کہ یہ باطل طریقہ پر دوسرے لوگوں کا مال ہڑپ کرنے کا ایک طریقہ ہے کہ بغیر کسی معقول معاوضہ کے دوسرے بھائی کا مال لے لیا جاتا ہے اسی کو قرآن مجید نے ان الفاظ میں منع فرمایا ہے کہ:

لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (سوۃ النسآء، رقم الآیۃ ۲۹)

یعنی ”تم نہ کھاؤ آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقہ پر“

قمار اور جوئے میں ایک بڑی خرابی یہ بھی ہے کہ یکلخت بہت سے گھر برباد ہو جاتے ہیں لکھ پتی آدمی فقیر بن

جاتا ہے، جس سے صرف یہی شخص متاثر نہیں ہوتا، جس نے جوئے کا ارتکاب کیا ہے، بلکہ اس کا پورا گھرانہ اور خاندان مصیبت میں پڑ جاتا ہے اور اگر غور کیا جائے تو پوری قوم اس سے متاثر ہوتی ہے کیونکہ جن لوگوں نے اس کے مالی سکھ کو دیکھ کر اس سے معاہدے اور معاملات کئے ہوئے ہیں یا قرض دیئے ہوئے ہیں، وہ جب دیوالیہ ہو جائے گا تو ان سب پر اس کی بربادی کا اثر پڑنا لازمی ہے۔

جوئے میں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ اس سے انسان کی قوتِ عمل سست ہو کر وہمی منافع پر لگ جاتی ہے اور وہ بجائے اس کے کہ اپنے ہاتھ یا دماغ کی محنت سے کوئی دولت بڑھائے اُس کی فکر اس بات میں محصور ہو کر رہ جاتی ہے کہ کسی طرح دوسرے کی کمائی پر اپنا قبضہ جمائے۔

یہ مختصر فہرست ہے جوئے کے مفاسد کی جن سے نہ صرف اس جرم کا مرتکب متاثر ہوتا ہے بلکہ اس کے سب متعلقین اہل وعیال اور پوری قوم متاثر ہوتی ہے، اسی لئے قرآن مجید نے فرمایا کہ:

وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا

یعنی ''شراب اور جوئے کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ ہے''

شراب اور جوئے کے متعلق مزید تفصیل ان شاءاللہ تعالیٰ آگے سورہ مائدہ کی تفسیر میں ذکر کی جائے گی۔

مطبوعاتِ ادارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ:ارکانِ اسلام — اضافہ وتحقیق شدہ دوسرا ایڈیشن

زکاۃ

کے

فضائل واحکام

قرآن وسنت اور اسلامی فقہ کی روشنی میں زکاۃ کی فرضیت واہمیت
زکاۃ کے فضائل وفوائد، ترکِ زکاۃ کے نقصانات اور وعیدیں، زکاۃ کی اقسام،
سونے چاندی، مالِ تجارت اور کرنسی کی زکاۃ اور سائمہ جانوروں کی زکاۃ کے قدیم
وجدید مفصل ومدلل باحوالہ احکام
زکاۃ کے متعلق اہم امور ومسائل پر علمی وتحقیقی کلام

مصنِف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ:اصلاحِ افکار

مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے افکار
اور
تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ

فلسفہ اور فکرِ ولی اللّٰہی ومولانا عبیدُ اللہ سندھی کے متعلق اہلِ علم واہلِ افتاء کی آرا
تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی طرف نسبت کی حقیقت۔
مولانا عبیداللہ سندھی کی طرف منسوب غیر معتدل وشاذ افکار پر کلام
مولانا سندھی اور تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کے متعلق متعدد اکابر
اور اہلِ علم واہلِ قلم حضرات کی آرا وتحریرات اور فتاویٰ

مؤلف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

باسمہٖ تعالیٰ

(بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام) (اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن)

ماہِ محرم کے فضائل واحکام

اس رسالہ میں قرآن حدیث، فقہ اور سلفِ صالحین کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی سال کے پہلے مہینے ''محرم الحرام'' کے فضائل، مسائل، احکام ومنکرات کو مدلل ومفصل اور سہل انداز میں جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور اسلامی وقمری سَن وماہ کی اہمیت اور اس کے مقابلہ میں دوسرے نظاموں کے حقائق کو واضح کیا گیا ہے اور عاشورہ یعنی دس محرم کے دن کی فضیلت واہمیت اور اس سے متعلقہ احکامات ومنکرات کا جائزہ لیا گیا ہے، نیز اس مہینہ کی نسبت سے معاشرے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا معتدل ومثبت انداز میں ازالہ کیا گیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی

مؤلف
مفتی محمد رضوان
مدیر
ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ:اصلاح وتزکیہ

وساوِس اور حقائق

قرآن وسنت، فقہاء ومحدثین اور اہل السنۃ والجماعۃ کی تعلیمات وہدایات کی روشنی میں وسوسوں کی حقیقت اور ان کے احکام، وسوسوں کی اقسام وانواع، وسوسوں کے گناہ ہونے نہ ہونے کا حکم، وسوسوں پر عمل اور ان کی تصدیق کے نتائج ونقصانات، وہم اور مالیخولیا کی بیماری کی حقیقت اور اس سے متعلق واقعات، ایمان، گناہ، ناپاکی، حرمت، طہارت، استنجاء، وضوء، غسل، نماز، طلاق اور خواب وغیرہ سے متعلق وسوسوں پر تفصیلی کلام، پاکی وناپاکی اور حلت وحرمت سے متعلق اہم اصول اور مسائل، اور ناپاک چیز کو پاک کرنے کی سہل وآسان صورتیں، وسوسوں کے ضرر ونقصان سے حفاظت کا طریقہ۔

مصنِف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث **مفتی محمد رضوان**

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کا حکم (قسط7)

نماز میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَسْبَلَ اِزَارَهُ فِيْ صَلاَتِهٖ خُيَلاَءَ فَلَيْسَ مِنَ اللهِ جَلَّ ذِكْرُهُ فِيْ حِلٍّ وَلَا حَرَامٍ (سنن ابی داوٗد، رقم الحديث ۶۳۷، کتاب الصلاة، باب الاسبال فی الصلاة) [1]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: رجاله ثقات، إلا أنه قد اختلف على عاصم -وهو ابن سليمان الأحول -فى رفعه ووقفه كما قال المصنف، والوقف أصح، لكن قال الحافظ فى "الفتح:(۱۰/۲۵۷)"مثل هذا لا يقال بالرأى، يعنى أن له حكم المرفوع .أبو داود :هو الطيالسى، وأبو عوانة :هو الوضاح بن عبد الله اليشكرى، وأبو عثمان :هو عبد الرحمن بن مل النهدى. وهو فى "مسند الطيالسى(۳۵۱) "عن أبى عوانة وثابت أبى زيد -وهو ابن يزيد الأحول -، عن أبى عثمان، عن ابن مسعود، رفعه أبو عرانة ولم يرفعه ثابت . وأخرجه النسائى فى "الكبرى(۹۶۰۰)"من طريق أبى عوانة، به، ولم يقل" :فى صلاته." وأخرجه هناد فى "الزهد(۸۴۶)"عن أبى معاوية الضرير، عن عاصم، به موقوفا. باب الإسبال فى الصلاة (حاشية سنن ابى داود)

و قال الالبانى: (قلت :إسناده صحيح). إسناده :حدثنا زيد بن أخزم :ثنا أبو داود عن أبى عوانة عن عاصم عن أبى عثمان عن ابن مسعود. قال أبو داود " :روى هذا جماعة عن عاصم موقوفاً على ابن مسعود، منهم حماد بن سلمة وحماد بن زيد وأبو الأحوص وأبو معاوية ." قلت :وهذا إسناد صحيح، رجاله كلهم ثقات رجال "الصحيح "؛ وأبو داود: هو الطيالسى صاحب "المسند"؛ وقد أخرجه فيه كما يأتى . وأبو عوانة :هو الوضَّاح بن عبد الله اليَشْكُرِىّ. وعاصم :هو ابن سليمان الأحول. وأبو عثمان :هو عبد الرحمن بن مُلّ -بلام ثقيلة والميم مثلثة -النَّهْدِىُ -بفتح النون وسكون الهاء .- وقد أشار المصنف رحمه الله إلى إعلال الحديث بالوقف بأن الجماعة الذين سمى بعضهم رووه موقوفاً! وهذا ليس بعلة قادحة؛ فإن أبا عوانة ثقة ثبت -كما فى "التقريب -"، وقد رفعه؛ فهى زيادة من ثقة واجب قبولُها؛ ولا سيما والوقوف لا يقال بالرأى -كما فى "الفتح(۱۰/۲۵۷) "وأثر حماد بن سلمة :أخرجه الطبرانى فى "المعجم الكبير (۹/۳۱۵/۹۳۶۸)"وإسناده جيد، ولفظه: المسبل إزاره فى الصلاة؛ ليس من الله عز وجل فى حِلَ ولا حرام. والحديث أخرجه الطيالسى فى "مسنده "(رقم ۳۵۱) هكذا :حدثنا أبو عوانة وثابت

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کبروعُجب کی بناء پر نماز میں اپنی ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکائے تو اللہ عزوجل کی طرف سے نہ اس کا شمار حلال میں ہے نہ حرام میں (ابوداؤد)

حلال وحرام سے یہ مراد ہے کہ کبروعُجب کی بناء پر اپنی ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر نماز پڑھنے والا شخص ایک طرف تو یہ حرام کام کرتا ہے اور دوسری طرف عبادت بھی کررہا ہے، تو وہ اللہ کی طرف سے حلال وحرام میں تمیز نہ کرنے کی وجہ سے آدھا تیتر اور آدھا بٹیر ہے، نماز پڑھنے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ حلال وعبادت والا کام کررہا ہے اور کبر کے باعث اسی حالت میں ٹخنے ڈھانک کر حرام کام کررہا ہے، اس لئے اس نے نہ تو پورے حرام پر عمل کیا اور نہ حلال پر۔ بہرحال دوسری احادیث کے پیشِ نظر اس حالت میں نماز اگرچہ ادا ہوجاتی ہے، مگر اس کی قبولیت متاثر ہوتی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ أبو زيد عن عاصم الأحول عن أبى عثمان عن ابن مسعود -رفعه أبو عوانة ولم يرفعه ثابت :- أنه رأى أعرابيّاً عليه شَمْلَةٌ، نشر ذيلها وهو يصلى، فقال له : "إنّ الذى يَجُرُ ذيله من الخُيَلاءِ فى الصلاة؛ ليس من الله فى حِل ولا حرام ." ومن طريقه :أخرجه البيهقى أيضا(۲/۲۴۲)وأورده صاحب "المهذب(۳/۱۷۶) "موقوفاً على ابن مسعود .فقال النووى فى تخريجه: "ذكره البغوى فى "شرح السنة" بغير إسناد عن ابن مسعود ."قال: "وبعضهم يرويه عن ابن مسعود عن النبى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وكأن النووى رحمه الله لم يقف عليه فى المصادر المتقدمة؛ وإلا لما أبعد النُّجْعَةَ ! (تنبيه) : يظهر -من رواية المصنف والشاهد المتقدم -أن ذكر (الجَر) فى رواية الطيالسى شاذ، والمحفوظ (الإسبال). ويؤيده من جهة المعنى :أن (الجر) إنما يكون فى المشى، فكيف يجمع فى سياق واحد بين الجَر والصلاة؟ !وهذا بين لا يخفى. وقد خفى هذا على صاحب "تنبيه القارى لتقوية ما ضعفه الألبانى "(ص ۱۰ ـ ۱۱)جرياً منه على ظاهر إسناد الطيالسى !ومثله كثير فى عصرنا الحاضر ممن لا معرفة عندهم بعلل الحديث(صحيح أبى داود،تحت رقم الحديث ۶۴۷،كتاب الصلاة، باب الاسبال فى الصلاة)

[1] قال فى الحاشية اى فى ان يجعله فى حل من الذنوب ولا فى ان يمنعه ويحفظه من سوء الاعمال .... او ليس هو فى فعل حلال ولاله احترام عند الله تعالىٰ انتهىٰ .قلت ويحتمل ان يكون معناه ان من يفعل ذالك اختيالاً فكانه مستحل للاختيال فليس له من الله تعلق فى حكم من الحلال والحرام كانه خرج من احكام الشريعة .قال تشديداً وتغليظاً (بذل المجهود جلد ۱ صفحه ۳۵۳، باب الاسبال فى الصلاة)

من أسبل إزاره فى صلاته خيلاء فليس من الله فى حل ولا حرام ."(د) عن ابن مسعود (ح)."

(من أسبل إزاره) رداء ه أو مئزره أو أى ملبوسه .(فى صلاته خيلاء) يدل على أن من أسبله فى غير ذلک فلا يدخل فى النهى فالصلاة فى هذه الأعين المعروفة المسبلة جائزة إذا لم يصحبها الخيلاء بضم المعجمة والمد كبرا وإعجابا، ثم قررنا خلاف ذلک فى رسالة والخيلاء (فليس من الله فى حل ولا حرام) قيل :لم يؤمن ما أحله الله وبما حرمه، وقيل :برىء من الله وفارق دينه عن ابن مسعود) رمز المصنف لحسنه (التنوير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۸۳۸۰)

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

بَيۡنَا ابۡنُ مَسۡعُوۡدٍ جَالِسٌ مَعَ أَصۡحَابِهٖ فِي الۡمَسۡجِدِ، إِذۡ دَخَلَ رَجُلَانِ فَقَامَا خَلۡفَ سَارِيَتَيۡنِ، فَصَلّٰى أَحَدُهُمَا قَدۡ أَسۡبَلَ إِزَارَهٗ، وَالآخَرُ لا يُتِمُّ رُكُوعَهٗ، وَلا سُجُودَهٗ، فَجَعَلَ ابۡنُ مَسۡعُوۡدٍ يَنۡظُرُ إِلَيۡهِمَا، فَقَالَ جُلَسَاؤُهٗ:لَقَدۡ شَغَلَكَ هٰذَانِ عَنَّا، قَالَ:أَجَلۡ، أَمَّا هٰذَا فَلا يَنۡظُرُ اللّٰهُ إِلَيۡهِ يَعۡنِيۡ اَلۡمُسۡبِلَ إِزَارَهٗ وَأَمَّا هٰذَا فَلا يَقۡبَلُ اللّٰهُ مِنۡهُ يَعۡنِي الَّذِيۡ لا يُتِمُّ رُكُوعَهٗ، وَلَا سُجُوۡدَهٗ "(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۹۳۶۷)

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ اپنے شاگردوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک دو افراد داخل ہوئے، اور وہ دونوں ستون کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، ایک نے تو اپنے ازار کو (ٹخنوں سے) نیچے لٹکایا ہوا تھا، اور دوسرا رکوع اور سجدے مکمل نہیں کر رہا تھا، تو حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ ان دونوں کی طرف دیکھتے رہے۔

شرکائے مجلس نے عرض کیا کہ ان دونوں نے آپ کی توجہ ہماری طرف سے ہٹا دی۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جی ہاں، ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والے شخص کی طرف تو اللہ نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا، اور اس رکوع اور سجدوں کو مکمل نہ کرنے والے کی نماز، اللہ قبول نہیں فرمائے گا (طبرانی)

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔ [1]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَيۡنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّيۡ مُسۡبِلًا إِزَارَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اِذۡهَبۡ فَتَوَضَّأۡ فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اِذۡهَبۡ فَتَوَضَّأۡ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَارَسُوۡلَ اللّٰهِ

---

[1] عن قتادة، أو غيره :أن ابن مسعود، رأى رجلين يصليان، أحدهما مسبل إزاره، والآخر لا يتم ركوعه، ولا سجوده فضحك، فقالوا :ما يضحكك يا أبا عبد الرحمن؟ قال :عجبت لهذين الرجلين، أما المسبل إزاره فلا ينظر الله إليه، وأما الآخر فلا يقبل الله صلاته(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۹۳۶۶، و مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۳۷۳۵)

قال الهيثمي: رواه الطبراني وإسناده منقطع بين ابن مسعود وقتادة ورجاله ثقات(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۲۷۳۳)

مَالَکَ اَمَرْتَہٗ اَنْ یَّتَوَضَّأَ ثُمَّ سَکَتَ عَنْہُ قَالَ اِنَّہٗ کَانَ یُصَلِّیْ وَھُوَ مُسْبِلٌ اِزَارَہٗ وَاِنَّ اللہَ لاَ یَقْبَلُ صَلاَ ۃَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: اس دوران کہ ایک شخص اپنی ازار (ٹخنوں سے نیچی) لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا (یا پڑھنے کا ارادہ کر رہا) تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ جاؤ، وضو کر کے آؤ، وہ شخص گیا اور وضو کر کے آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دوبارہ) فرمایا کہ جاؤ اور وضو کر کے آؤ؛ وہ شخص گیا اور وضو کر کے آیا؛ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ نے اس شخص کو وضو کرنے کا حکم فرمایا، پھر آپ نے اس سے خاموشی اختیار فرمائی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اپنی ازار لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا (یا پڑھنا چاہتا تھا) اور بلاشبہ اللہ اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا جو اپنی ازار لٹکائے ہوئے ہو

(ابوداؤد، مسند احمد، بزار)

اس حدیث کو بعض حضرات نے سند کے اعتبار سے ضعیف بلکہ بعض نے ناقابلِ اعتبار قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحدیث ۴۰۸۸، کتاب اللباس، باب ماجاء فی اسبال الازار مسند احمد، رقم الحدیث۱۶۶۲۸، مسند البزار، رقم الحدیث ۸۷۶۲.

[2] قال البزار: وهذا الحديث لا نعلَمُ أَحَدًا رواه فأسنده إلاَّ أَبَان بن يزيد، ولا عَن أَبَان إلاَّ موسى بن إسماعيل. وقد رَواه غير من سمينا موقُوفًا، ولاَ نعلم روى أَبُو جعفر، عَن عَطاء بن يسار، عَن أبي هُرَيرة، إلاَّ هذا الحديث، وَإنَّما يحدث أَبُو جعفر عن أبي هُرَيرة(مسند البزار، حواله بالا)

وقال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف لجهالة أبي جعفر -وهو الأنصاری المدنی -كما صرح به البيهقی فی "السنن۲/۲۴۲"، وباقی رجاله ثقات .أبان :هو ابن يزيد العطار، ويحيى :هو ابن أبی كثير. وأخرجه مختصرا بالمرفوع منه دون القصة النسائی فی "الكبرى(۹۷۰۳)"من طريق هشام الدستوائی، عن يحيى بن أبی كثير، بهذا الإسناد، إلا أنه أبهم أبا هريرة فقال :حدثنی رجل من أصحاب النبی -صلى الله عليه وسلم .- وهو بتمامه فی "مسند أحمد(۱۱۶۲۸)" وسيأتی مكررا برقم(۴۰۸۶)(حاشية سنن ابی داود)

و قال ايضاً: إسناده ضعيف لجهالة أبی جعفر -وهو الأنصاری المدنی -كما صرح البيهقی فی "السنن۲/۲۴۲"، وفی "التهذيب "أنه روى عن أبی هريرة، ولم يرو عنه سوى يحيى بن أبی كثير، قال الحافظ :قال الدارمی :أبو جعفر هذا رجل من الأنصار، وبهذا جزم ابن القطان، وقال :إنه مجهول .ثم رد الحافظ على ابن حبان أن جعله محمد بن علی بن الحسين، ثم قال :وعند أبی داود فی الصلاة عن يحيى بن أبی كثير، عن أبی جعفر غير منسوب، عن عطاء بن يسار، عن أبی هريرة .وأظنه هذا، وباقی رجال الإسناد ثقات رجال الشيخين (حاشية مسند احمد)

لیکن بعض حضرات نے اس حدیث کو سند کے اعتبار سے معتبر یا کم از کم مقبول قرار دیا ہے۔ [1]

[1] اس روایت کو دیگر حضرات نے ابوجعفر کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن ابوجعفر انصاری مدنی سے امام بخاری نے ''الادب المفرد ''اور''افعال العباد ''میں اور نسائی نے ''عمل الیوم واللیلۃ'' میں اور امام ابوداؤد، امام ترمذی وغیرہ نے روایات لی ہیں۔

اور علامہ ابنِ حجر نے ان کو مقبول قرار دیا ہے، اور امام ترمذی نے ان کی حدیث کو حسن قرار دیا ہے، اور بعض نے جوان کا نام معلوم نہ ہونے کا حکم لگایا ہے، یا ان کا نام محمد بن علی قرار دیا ہے، یہ راجح معلوم نہیں ہوا، کیونکہ ان کا پورا نام ابوجعفر مؤذن انصاری مدنی ہے۔

جبکہ بعض حضرات کا فرمانا یہ ہے کہ ان کا نام کثیر بن جہمان سلمی ہے، جو کہ ثقہ ہیں۔ واللہ اعلم۔ محمد رضوان۔

روى لـه البخارى فى "الأدب "وفى "أفعال العباد "، والنَّسائى فى "اليوم والليلة "، والباقون سوى مسلم .روى لـه النَّسَائى حديث النزول ، وروى له الباقون حديث " :ثلاث دعوات مستجابات لاشك فيهن"وَقَال التِّرمِذِىّ :لا يعرف اسمه(تهذيب الكمال ج٣٣ص ١٩١)

وقال ابن حبان فى صحيحه :هو محمد بن على بن الحسين.

قلت :وليس هذا بمستقيم لان محمد بن على لم يكن مؤذنا لان أبا جعفر هذا قد صرح بسماعه من أبى هريرة فى عدة أحاديث، وأما محمد بن على بن الحسين فلم يدرك أبا هريرة فتعين أنه غيره والله تعالى أعلم وفى مصنف ابن أبى شيبة حدثنا أبو معاوية عن الاعمش عن ثابت بن عبيد عن أبى جعفر الانصارى قال دخلت مع المصريين على عثمان فلما ضربوه خرجت اشتد قد ملات فروجى عدوا حتى دخلت المسجد فإذا رجل جالس فى نحو عشرة وعليه عمامة سوداء فقال :ويحك ما وراءك ؟ قال قلت :والله قد فرغ من الرجل قال فقال تبا لكم آخر الدهر .قال فنظرت فإذا هو على بن أبى طالب .وبه عن الاعمش عن ثابت بن عبيد عن أبى جعفر الانصارى / قال :رأيت أبا بكر الصديق ولحيته ورأسه كأنهما جمر العضا وقد فرق أبو أحمد الحاكم بين هذا وبين الراوى عن أبى هريرة وأظن أنه هو وعنه أبو داود فى الصلاة عن يحيى بن أبى كثير عن أبى جعفر غير منسوب عن عطاء بن يسار عن أبى هريرة وأظنه هذا(تهذيب التهذيب ج١٢ ص٤٨، ٤٩)

أبو جعفر المؤذن الأنصارى المدنى مقبول من الثالثة ومن زعم أنه محمد بن على بن الحسين فقد وهم (تقريب التهذيب ج٢ ص٣٧٥)

أبو جعفر المؤذن الأنصارى المدنى اسمه محمد بن إبراهيم :عن أبى هريرة رضى الله عنه وعنه يحيى بن أبى كثير حسن الترمذى حديثه(لسان الميزان، ج٣ص ٢٦٩)

قال النووى :انه على شرط مسلم.

قلت :وقال الحافظ المنذرى فى(سنن ابى داوود)فى اسناده أبو جعفر رجل من أهل المدينة لا يعرف اسمه . انتهى .(قلت :قال ابن رسلان فى(شرح السنن)اسم ابى جعفر هذا كثير بن جهمان السلمى أو راشد بن كيسان .انتهى.)*

وفى التقريب ما لفظه :كثير بن جهمان السلمى ابو جعفر مقبول، وفيه :راشد بن كيسان العبسى بالموحدة أبو فرازة الكوفى :ثقة من الخامسة .انتهى.وبه يعرف عدم صحة كلام الحافظ المنذرى فى أن أبا جعفر مجهول، بل قد تردد بين ثقتين، ولكن الذى أخرج له مسلم هو راشد بن كيسان، ولم يخرج مسلم لكثير بن جهمان، انما أخرج له أصحاب السنن الأربع.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس حدیث کو سند کے اعتبار سے قبول کرنے کی صورت میں اس کے متعلق بعض محدثین نے فرمایا کہ ابھی تک اس شخص نے نماز شروع نہیں کی تھی، بلکہ نماز شروع کرنا چاہ رہا تھا، جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ وہ نماز شروع کر چکا تھا۔ ؎1

اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز لوٹانے کے بجائے وضو لوٹانے کا حکم فرمایا، اس کی وجہ اہلِ علم حضرات نے یہ بیان کی ہے کہ ازراہِ کبر ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا گناہ ہے، اور وضو گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے۔ پس وضو کرنا اس کے اس گناہ کی تلافی کا ذریعہ بن جائے گا۔ ؎2

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فقول النووی :(ان الحدیث علی شرط مسلم) دال علی أنه راشد بن کیسان، لکن کنیته أبو فزارة لا أبو جعفر، فالمتعین أنه کثیر بن جهمان، ولا وجه لقول ابن رسلان أو راشد بن کیسان .اذ ذلک کنیته أبو فرازة والمروی عنه فی السنن أبو جعفر(استیفاء الأقوال فی تحریم الإسبال علی الرجال،لمحمد بن إسماعیل صنعانی،ص۲۸، حدیث ابی هریرة المسبل فی الصلاة)

؎1 ظاهر جوابه -علیه السلام -أنه إنما أعاده بالوضوء ، والذی أعلم، أنه لما کان یصلی وما تعلق القبول الکامل بصلاته، والطهارة من شرائط الصلاة وأجزائها الخارجة فسری عدم القبول إلی الطهارة أیضا، فأمره بإعادة الطهارة حثا علی الأکمل والأفضل، فقوله :یصلی، أی :یرید الصلاة فالأمر بالوضوء قبل الصلاة، وأما ما ذکره ابن حجر من أن ظاهر الحدیث أنه المسبل بقطع صلاته، ثم الوضوء ، فهو غیر صحیح لقوله تعالی: (ولا تبطلوا أعمالکم)(رواه أبو داود) ، قال میرک :وفی إسناده أبو جعفر، وهو رجل من أهل المدینة لا یعرف اسمه قاله المنذری وفی التقریب أبو جعفر المؤذن الأنصاری المدنی، مقبول من الثالثة نقله میرک(مرقاة المفاتیح، ج۲ ص۶۳۴، کتاب الصلاة، باب الستر)

؎2 وذلک لأن الصلاة حال تواضع وإسبال الإزار فعل متکبر فتعارضا قال ابن عربی :وأمره له بإعادة الوضوء أدب وتأکید علیه ولأن المصلی یناجی ربه والله لا ینظر إلی من جر إزاره ولا یکلمه فلذلک لم یقبل صلاته بمعنی أنه لا یثیبه علیها وقال الطیبی :سر الأمر بالتوضیء وهو متطهر أن یتفکر الرجل فی سبب ذلک الأمر فیقف علی ما ارتکبه من الشناعة وأنه تعالی ببرکة أمر رسوله صلی الله علیه وسلم وطهارة الظاهر یطهر باطنه من التکبر والخیلاء لأن طهارة الظاهر تؤثر فی طهارة الباطن فعلی هذا ینبغی أن یعبر کلام المصطفی صلی الله علیه وسلم علی أنه تعالی لا یقبل صلاة المتکبر المختال(د) فی الصلاة واللباس (عن أبی هریرة) قال :بینما رجل یصلی إذ قال له النبی صلی الله علیه وسلم اذهب فتوضأ فقیل له فی ذلک فقال إنه کان یصلی وهو مسبل إزاره وإن الله تعالی لا یقبل إلخ قال النووی فی ریاضه :إسناده صحیح علی شرط مسلم لکن أعله المنذری فقال فیه أبو جعفر رجل من المدینة لا یعرف(فیض القدیر للمناوی، تحت حدیث رقم ۱۸۲۷)

(وعن أبی هریرة قال :بینما رجل یصلی مسبل إزاره) : صفة بعد صفة لرجل أی :مرسلة أسفل من الکعب تبخترا وخیلاء ، قال ابن الأعرابی :المسبل الذی یطول ثوبه ویرسله إلی الأرض یفعل ذلک تبخترا واختیالا اهـ،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ يُقَالُ:مَنْ مَسَّ إِزَارُهُ كَعْبَيْهِ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ ، قَالَ:وَقَالَ ذِرٌّ : مَنْ مَسَّ إِزَارُهُ الْأَرْضَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ (مُصنف ابن أبی شيبة) [1]

ترجمہ: یہ کہا جاتا تھا کہ جس کی اِزار اس کے ٹخنوں کو چھورہی ہو، تو اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی ، اور حضرت ذِر نے فرمایا کہ جس کی اِزار زمین کو چھورہی ہو، اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی (ابن ابی شیبہ)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وإطالة الذيل مكروهة عند أبى حنيفة والشافعى فى الصلاة وغيرها، ومالک يجوزها فى الصلاة دون المشى لظهور الخيلاء فيه، (قال له رسول الله -صلى الله عليه وسلم -) ، أى :بعد صلاته لكون صلاته صحيحة، فأراد أن يبين له أنها غير مقبولة، فقال :(اذهب

فتوضأ) : قيل :لعل السر فى أمره بالتوضؤ، وهو طاهر أن يتفكر الرجل فى سبب ذلک الأمر، فيقف على ما ارتكبه من المكروه، وأن الله ببركة أمر رسول الله -عليه السلام -إياه بطهارة الظاهر يطهر باطنه من دنس الكبر ;لأن طهارة الظاهر مؤثرة فى طهارة الباطن ذكره الطيبى (فذهب وتوضأ ثم جاء) : فكأنه جاء غير مسبل إزاره (فقال رجل :يا رسول الله ما لک أمرته أن يتوضأ؟) ، أى :والحال أنه طاهر (قال :(إنه كان يصلى وهو مسبل إزاره) : وإن الله لا يقبل، أى :قبولا كاملا صلاة رجل مسبل إزاره، ظاهر جوابه -عليه السلام -أنه إنما أعاده بالوضوء ، والذى أعلم، أنه لما كان يصلى وما تعلق القبول الكامل بصلاته، والطهارة من شرائط الصلاة وأجزائها الخارجة فسرى عدم القبول إلى الطهارة أيضا، فأمره بإعادة الطهارة حثا على الأكمل والأفضل، فقوله :يصلى، أى :يريد الصلاة فالأمر بالوضوء قبل الصلاة (مرقاة المفاتيح ، ج٢، ص ٦٣٣، كتاب الصلاة، باب الستر)

فيحتمل والله أعلم أن يكون أمره بإعادة الوضوء ليكون مكفراً لذنبه، فقد جاء أن الطهور مكفر للذنوب، فمن ذلک حديث البراء بإسناد حسن عن عثمان مرفوعاً لا يسبغ عبد الوضوء إلا غفر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر فلما كان فى إسبال الإزار من الإثم ما فيه أمره بالوضوء ثانياً ليكون تكفيراً لذنب الإسبال ولم يأمره بإعادة الصلاة لأنها صحيحه وإن لم تقبل كما قال (إن الله لا يقبل صلاة رجل مسبل) ويحتمل أن يكون الأمر بإعادة الوضوء للإخلال بلمعة من أعضائه وبإخلال طهارته لا يصح الوضوء ولم يؤمر بإعادة الصلاة لأنها نفل، والله أعلم(دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين،ج۵ص۲۷۵، باب صفة طول القميص والكم والإزار)

انه امره باعادة الوضوء دون الصلاة لان الوضوء مكفر للذنوب كما ورد فى الاحاديث الكثيرة (بذل المجهود جلد٦ صفحه ٥٣)

[1] رقم الحديث ٢٥٣١١، كتاب اللباس، باب فى جر الإزار ، وما جاء فيه.

Iqra Ghufran

یہ روایت بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی گزشتہ روایت کے آخر میں مذکور مضمون کے مطابق ہے، جس میں نماز کے قبول نہ ہونے کا ذکر آیا ہے۔ ۱

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں نماز پڑھنے کے وقت اپنے کپڑے کو اوپر کرنے کا حکم آیا ہے۔ ۲

مگر اس حدیث کی سند کو محدثین واہلِ علم حضرات نے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ ۳

---

۱ فهـذا مجاهد يحكى ذلک عمن قبله وليسوا إلا الصحابة لأنه ليس من صغار التابعين بل من أوساطهم. وعن ذر بن عبد الله المرهبي- وهو من كبار التابعين -قال :كان يقال :من جر ثوبه لم يقبل الله له صلاة. قال :ولا نعلم لمن ذكرنا مخالفا من أصحابه(استيفاء الأقوال فى تحريم الإسبال على الرجال،لمحمد بن إسماعيل الصنعانى،ص۲۸، حديث ابى هريرة المسبل فى الصلاة)

۲ حدثنا على بن عبد العزيز، ثنا أبو نعيم، ثنا عيسى بن قرطاس، قال :حدثنى عكرمة، عن ابن عباس، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إذا صليتم فارفعوا سبلكم، فكل شىء أصاب الأرض من سبلكم فهو فى النار(المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۱۶۷۷، الضعفاء الكبير للعقيلى، رقم الحديث ۱۵۸۵)

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، ومحمد بن موسى، ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا أبو أمية، ثنا أبو نعيم، ثنا عيسى بن قرطاس، عن عكرمة، عن ابن عباس قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :إذا صليتم فارفعوا سبلكم فإن كل شىء أصاب سبلكم فهو فى القلب يريد بالمسبل ثيابه "(شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ۵۷۲۲)

۳ قال العقيلى:عيسى بن قرطاس كان من الغلاة فى الرفض .حدثنا محمد بن إسماعيل قال :حدثنا الحسن بن على قال :قال أبو نعيم :عيسى بن قرطاس ، وحمحم فيه .حدثنا محمد بن عيسى قال :حدثنا عباس قال :سمعت يحيى قال :عيسى بن قرطاس ليس بشىء ، وقال فى موضع آخر :ليس تحل الرواية عن عيسى بن قرطاس(الضعفاء الكبير ، ج۷ص۶۳، باب عمرو)

وقال الهيثمى:رواه الطبرانى فى الكبير وفيه عيسى ابن قرطاس وهو ضعيف جدا .(مجمع الزوائد، رقم الحديث ۲۲۱۹،باب الصلاة فى الثوب الواحد وأكثر منه)

وقال المناوى: قال الزين العراقى :فيه عيسى بن قرطاس ، قال النسائى :متروك ، وابن معين :غير ثقة وقال الهيتمى :فيه عيسى بن قرطاس ضعيف جدا ، ونحوه فى المطامح .وفى الميزان عن النسائى متروك وعن العقيلى من غلاة الرفض.فرمز المؤلف لحسنه إنما هو لاعتضاده(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۷۳۳)

وقال الالبانى: "إذا صليتم فارفعوا سبلكم، فكل شىء أصاب الأرض من سبلكم ففى النار ." ضعيف جدا .رواه البخارى فى "التاريخ الكبير(۴۰۰-۴۰۱/۲/۳) "والعقيلى فى "الضعفاء (۳۳۸) "وكذا ابن حبان(۱۱۸/۲)عن عيسى بن قرطاس قال :حدثنى عكرمة عن ابن عباس مرفوعا .وقال ": عيسى بن قرطاس، كان من الغلاة فى الرفض ."وقال ابن حبان " :يروى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اورٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکا کر نماز پڑھنے کی صورت میں بطورِ خاص جبکہ کبر وعُجب کی بناء پر ہو، بعض حضرات نے اس نماز کو فاسد قرار دیا ہے اوراس نماز کے اعادہ کا حکم لگایا ہے۔

لیکن بہت سے فقہائے کرام نے نماز کو فاسد قرار نہیں دیا اور نماز کے اعادہ کا حکم نہیں لگایا، البتہ اس حالت میں کراہت لازم ہونے اور نماز کی قبولیت متاثر ہونے کا حکم لگایا ہے، اور مذکورہ روایات میں بھی نماز قبول نہ ہونے کا ہی ذکر آیا ہے۔

بہرحال ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکا کر پڑھی گئی نماز کو اس وجہ سے لوٹایا جائے تاکہ اس کی کراہت ختم ہوجائے، اور قبولیت حاصل ہوجائے تو حرج نہیں، بلکہ بہتر ہے، لیکن ایسی حالت میں پڑھی گئی نماز کو فاسد قرار دینا راجح نہیں ہے۔

البتہ بعض اہلِ علم حضرات نماز کو درست قرار دینے کے باوجود نماز کے اعادہ کو واجب قرار دیتے ہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الموضوعات عن الثقات، لا يحل الاحتجاج به ."قلت :وهو ضعيف جدا، قال ابن معين " :ليس بشيء ."وقال في موضع آخر " :ليس تحل الرواية عنه ."وقال الساجي " :كذاب ."وفي "التقريب " :"متروك ."

ومن طريقه رواه أبو نعيم في "تسمية الرواة عن الفضل بن دكين(۱/۵۴) "قلت :ومفهوم هذا الحديث، أنه لا يجب رفع الإزار عن الأرض خارج الصلاة، وهذا خلاف الأحاديث الصحيحة التي تنهى عنه مطلقا. والحديث عزاه السيوطي في "الجامع "للبخاري في "التاريخ "، والطبراني في "المعجم الكبير "، والبيهقي في "شعب الإيمان ."

قال المناوي " :قال الزين العراقي :فيه عيسى بن قرطاس، قال النسائي :متروك .وابن معين :غير ثقة. وقال الهيثمي :فيه عيسى بن قرطاس، ضعيف جدا ...فرمز المؤلف لحسنه إنما هو لاعتضاده ."قلت :فيه المفهوم المخالف للأحاديث الصحيحة، فليس بمعتضد .وكأن المناوي تنبه لهذا بعد، فقال في "التيسير " :"رمز لحسنة، وليس كما قال ."(سلسلة الاحاديث الضعيفة، رقم الحديث ۱۶۲۶)

[1] وإذا كان الإسبال حراما فإن أهل العلم اختلفوا في صلاة المسبل.

فبعض أهل العلم يرى أن صلاته تبطل؛ لأن من شرط الساتر أن يكون مباحا ,ساترا طاهرا ,فالمحرم لا يحصل الستر به؛ لأنه ممنوع من لبسه ,والنجس لا يحصل الستر به؛ لأنه يجب اجتناب النجاسة ,والشفاف لا يحصل الستر به كما هو ظاهر .وقال بعض العلماء :إن صلاة المسبل تصح ,ولكن مع إصراره على ذلك يكون فاسقا ,وإمامته لا تصح عند بعض العلماء ,ولكن إذا وجدته يصلي فادخل معهم ,والإثم عليه ,وأنت صلاتك صحيحة؛ لأن من صحت صلاته صحت إمامته(مجموع فتاویٰ ورسائل للعثيمين، ج۱۵ ص ۱۴۱، ۱۴۲، باب صلاة الجماعة، احكام الامامة)

ثم إسبال الثوب خارج الصلاة إن كان لأجل الاختيال يكره -أيضا-، وإن لم يكن للاختيال لا يكره، وكرهه البعض "مطلقا في الصلاة وغيرها للاختيال وغيرها(شرح ابی داؤد للعینی، ج۳ص ۱۷۰، كتاب الصلاة، باب الاسبال في الصلاة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خلاصہ یہ کہ مرد حضرات کو بطورِ خاص نماز میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے سے بچنا چاہئے، کیونکہ اس سے نماز کی قبولیت متاثر ہوتی ہے، اور کراہت لازم آتی ہے، خاص کر جبکہ کبر وعجب کی نیت سے ایسا کیا جائے۔ (جاری ہے............)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(إن الله تعالى لا يقبل صلاة رجل مسبل إزاره) أى مرخيه إلى أسفل كعبيه أى لا يثيب رجلا على صلاة أرخى فيها إزاره اختيالا وعجبا (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ١٨٢٧)

إذا توضأ المسلم وضوءاً صحيحاً سليماً وكذلك صلى صلاة كاملة فلا يجوز أن يقال :إن وضوءه باطل وصلاته باطلة، إنما تبطل فيما إذا أبطلها، والوضوء لا يبطله إلا الحدث والناقض، والصلاة لا يبطلها إلا ما يبطلها من النواقض والمبطلات .فقد ورد في المسبل في سنن أبي داود ، ولكن الحديث في إسناده مقال، وإن ذكره النووى في رياض الصالحين، وفي الحديث أنه قال له :(ارجع فأعد وضوءك مرتين، ثم قال :إنه مسبل، وإن الله لا يقبل صلاة مسبل) وهذا الحديث الذى في السنن فيه رجل ضعيف، وإن كان يروى حديثه للاعتبار، وبكل حال فالحديث لا يقبل بكل حال، وإذا صح فإنما هو زجر عن الإسبال (شرح أخصر المختصرات لابن جبرين، ج۲۴، ص ۲۲، حكم صلاة المسبل و وضوئه)

قلت :جر الإزار وإسبال الثوب في الصلاة؟قال :إذا لم يرد به الخيلاء فلا بأس به .قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-من جر ثوبه من الخيلاء .قال إسحاق :كما قال(مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه، ج۹ص ۴۲۶۹، رقم المسئلة ۳۳۴۹، مسائل شتى)

Idara Ghufran

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

ماہِ صفر میں شادی بیاہ جائز ہے

بعض لوگ صفر کے مہینہ میں شادی بیاہ اور دوسری خوشی کی تقریبات منعقد کرنے اور اہم کاموں کا افتتاح اورابتداء کرنے سے پرہیز کرتے ہیں، اوراس طرح کی باتیں کہا کرتے ہیں کہ صفر میں کی ہوئی شادی صِفر (یعنی ناکام ونامراد) ہوگی۔

چنانچہ صفر کا مہینہ گزرنے کا انتظار کیا جاتا ہے اور پھر ربیع الاول کے مہینہ سے شادی یا اپنی دوسری تقریبات منعقد کرتے ہیں۔

اوراس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ صفر کے مہینہ کو نامبارک اور منحوس سمجھا گیا، اوراس مہینہ کو منحوس یا نامبارک سمجھنا باطل اورتوہم پرستی میں داخل ہے، احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ صفر کے مہینہ میں خوشی کی تقریب انجام دینے سے وہ کام بابرکت نہیں ہوگا یا اچھے نتائج برآمد نہیں ہوں گے اوراس میں بہت سے دین دار اور مذہبی لوگ بھی مبتلا ہیں، یہاں تک کہ اگر کوئی اس مہینہ میں شادی کرے تواسے بہت معیوب سمجھا جاتا ہے اورطرح طرح کی باتیں بنائی جاتی ہیں۔

حالانکہ صفر کے مہینہ میں شادی بیاہ یا خوشی کی تقریبات منعقد کرنے کو معیوب سمجھنے کی سوچ غلط ہے، لہٰذا اس خیال کو دل ودماغ سے نکالنا چاہئے۔

شریعت میں کہیں صفر کے مہینہ میں نکاح یا خوشی کی جائز تقریب سے منع نہیں کیا گیا، اور نکاح تو ایک اہم عبادت ہے اور عبادت سے کیونکر منع کیا جاسکتا ہے۔

لہٰذا ماہِ صفر کے مہینہ میں بھی نکاح کی عبادت کو انجام دینا چاہئے تاکہ ایک غلط عقیدہ کی تردید ہو جس میں اچھے کام کی عملی تبلیغ بھی ہے اور عملی تبلیغ کا ثواب بہت زیادہ ہے، پھر جو لوگ ایسے وقت میں کہ جبکہ معاشرہ میں صفر کے مہینہ میں نکاح کے رواج کو تقریباً چھوڑا جاچکا ہے، اس کارِ خیر کی بنیاد ڈالیں گے اور ایسے وقت جو لوگ صفر میں نکاح کرکے صفر میں نکاح کے جائز اور عبادت ہونے کے مُردہ طریقہ کو زندہ کریں گے وہ بہت بڑا اجر پانے کے مستحق ہوں گے۔

(ماخوذ از: ''ماہِ صفر اور توہُّم پرستی''، مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی)

مقالات ومضامین (جنت کے قرآنی مناظر:39) مفتی محمد امجد حسین

حصولِ جنت کی دوڑ

(۱)سَابِقُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (سورة الحديد، رقم الآية ۲۱)

ترجمہ: دوڑو(سبقت کرو، آگے بڑھو) اپنے رب کی بخشش ومغفرت کی طرف اوراس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان وزمین کی وسعت کی سی ہے(بے انتہا وسیع ہے) تیار کی گئی ہے ان لوگوں کے لئے جو اللہ اوراس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں، یہ اللہ کا فضل ہے وہ اپنا فضل جسے چاہے عطا کرے اور اللہ ہی بڑے فضل والا ہے۔ [1]

سوئے جنت اہلِ کارواں چلو

اس سے سابق آیت میں دنیا کی بے ثباتی، دنیوی زندگی اوراس زندگی کی چہل پہل، رونق ورنگینی، شغل میلوں کی اصلیت، حیثیت، حقیقت، روزمرہ کی زندگی کی ایک دیکھی بھالی بدیہی مثال سے سمجھانے کے بعداس کے متقابل اس آیت میں اصل مقصود کی طرف راغب ومتوجہ کیا جارہا ہے کہ اس فنا کے گھر اوراس کے دھوکے کے سامان سے بچ بچا کے اپنے رب کی مغففرت ونجات اور جنت کومقصود وہدف بنا کراس کے حصول کے لئے دوڑ دھوپ کرو، ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو، بے کراں خلاؤں کے ایک چھوٹے سے تاریک سیارے زمین جو بے پایاں خلاؤں میں اور وسیع کہکشاؤں کے جھرمٹ میں ایک تنکے کے برابر حجم وحیثیت اور جسامت وضخامت بھی تو نہیں رکھتی اس کی روشنی تک سورج سے مستعار اوراس کی بھیک ہے، اپنے موسموں کے توازن واعتدال میں بھی یہ سورج وچاند کی ممنون احسان ہے لیکن تم ہو کہ اس کے انچ انچ کے لئے لڑے مرے جارہے ہو، یہ سب مایہ ہے، سانسوں کے چانس تک یہاں کا کھیل تماشہ

[1] سورہ آل عمران کی آیت133''وسارعوا الیٰ مغفرة من ربكم و جنة عرضها السمٰوٰت والارض '' کا مضمون بھی اس زیر بحث آیت کے قریب قریب ہے، آل عمران کی اس آیت پر پیچھے بحث گزر چکی ہے، اس مضمون میں پیچھے متعلقہ مقام پر یہ بحث ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔امجد

اور بازی گری ہے۔ ع ادھر سانس ختم ادھر چانس ختم

اس کے بعد تمہیں جس جہان، جس عالم سے پالا پڑے گا، سابقہ پیش آئے گا، وہ ایک لافانی، بڑا وسیع و عریض عالم اور جہان ہے، وہاں جنت کی شکل میں جو دائمی ٹھکانہ اور آرام و آسائش کا مقام ہے اس کے سامنے زمین و آسمان کی وسعت اور پھیلاؤ کیا بیچتے ہیں؟ اس کے حصول میں باہم دوڑ لگانی اور ریس کرنی چاہئے، زندگی کی ساری پونجی لگا کر بھی وہ کسی بھی درجے میں ہاتھ آئے تب سمجھو کہ زندگی کسی مصرف میں لگی ہے اور کسی مقصدیت کے تحت تم زندگی گزار کر کامیابی کا پروانہ لے کر آگے گئے ہو۔ ؎

شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

ایمان چوں سلامت تالب گور بریم احسنت بریں ہمت مردانۂ ما

سوئے جنت اہل کارواں چلو اہل جنت ہیں جدھر رواں چلو

زیر سایۂ وحیِ آسماں چلو پھر نہ کہنا کہ خبر نہیں ہوئی

(۲) لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (سورۃ المجادلۃ آیت22)

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں آپ انہیں نہ پائیں گے کہ وہ ایسوں سے دوستی رکھیں جو اللہ اور اس کے پیغمبر کے مخالف ہیں خواہ وہ لوگ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے کنبے والے ہی کیوں نہ ہوں، یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ پاک نے ان کے دلوں میں ایمان ثبت کر دیا (نقش کر دیا، گاڑھ دیا) اور انہیں اپنے فیض (نورانی و روحانی) سے قوت و تقویت بخش رکھی ہے اور (اللہ پاک) انہیں ایسے باغوں میں لے جا کر داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی و خوش ہوگا اور وہ اللہ سے خوش ہوں گے یہ لوگ اللہ کا لشکر و گروہ ہیں، اچھی طرح سن، سمجھ لو کہ اللہ ہی کے

گروہ والے کامیاب وفلاح کو پہنچنے والے ہیں۔

ہزار آشنا کہ بیگانہ از خدا باشد............

اس آیت میں مومنین مخلصین کی ایک علامت وخاصیت یہ بیان کی گئی ہے جو کہ ایمان واسلام کا تقاضہ و مطالبہ بھی ہے کہ وہ اللہ کے منکروں، اس کے رسول کے دشمنوں، اس کے دین کے باغیوں ومخالفوں سے دلی دوستی وتعلق، لگاؤ واپنائیت نہیں رکھتے۔ خواہ وہ ان کے باپ بیٹے، رشتہ دار، تعلق دار، برادری، کنبے اور قوم، قبیلے وخاندان والے ہوں، اللہ ورسول پر ایمان اور احکامِ اسلام پر عمل درآمد میں ان کی دشمنی ومخالفت مول لینی پڑے تو مول لیتے ہیں۔

صحابہ کرام کے واقعات سے نمونہ

صحابہ کرام کے بکثرت واقعات اس نوع کے ہیں کہ انہوں نے اللہ ورسول اور دین کے راستے میں اپنی برادریوں اور رشتہ داریوں کو قربان کردیا، ان کی دشمنیاں مول لیں، وہ حق کے مقابلے میں جس جس میدان میں آئے یہ حق کی حمایت میں ان سے بھڑ گئے، کوئی عار وادھار اس باب میں انہوں نے نہیں رکھا، اور ہمیشہ ہر زمانے میں اللہ والوں، مخلصین مومنین کا یہی شیوہ رہا ہے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں اپنے والد جراح کو قتل کیا جب ان کے باپ پر خون سوار تھا اور وہ بار بار ان (بیٹے ابوعبیدہ) کو مارنے کے لئے حملے کررہے تھے۔

اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ابوقحافہ کو نبی علیہ السلام کو برا بھلا کہنے کی پاداش میں تھپڑ رسید کیا اور سخت غضب ناک ہوئے اور اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو جو اسلام لانے سے پہلے بدر کی جنگ میں مشرکین کی فوج میں لڑنے آئے تھے، تو اسلام لانے کے بعد ان پر واضح کیا کہ اس دن اگر تم میری زد میں آتے تو بیٹا سمجھ کر تمہیں چھوڑ نہ دیتا بلکہ اللہ ورسول کا دشمن ہونے کی وجہ سے تمہیں مار ڈالتا۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے مشرک بھائی عبید بن عمیر کو جو مشرکین کے لشکر میں شامل تھے بدر کی جنگ میں مڈبھیڑ ہونے پر قتل کردیا، اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اس جنگ میں اپنے خاندان کے بعض کو مار ڈالا، اسی جنگ میں حضرت حمزہ اور حضرت علی اور عبیدہ بن حارث نے عتبہ، شیبہ اور ولید اپنی برادری والوں کو مقابلہ میں قتل کیا۔

جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رائے دی تھی کہ ہم میں سے ہر

ایک کے رشتہ دار کو اس کے حوالے کیا جائے جو اسے اپنے ہاتھ سے قتل کرے تاکہ اسلام کی عظمت وشان ظاہر ہو کہ اس دین کے مقابلے میں ایک مسلمان کے لئے ہر رشتہ وتعلق ہیچ و بے قیمت ہے۔

ہزار آشنا کہ بیگانہ از خدا باشد   فدائے یک تن بیگانہ کہ آشنا باشد [1]

اسی وجہ سے مفسرین نے اس آیت میں آباءھم کا اولین مصداق حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو، ابناءھم کا اولین مصداق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو، عشیرتھم کا اولین مصداق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو قرار دیا ہے۔ [2]

اور حقیقت یہ ہے کہ قرآن کی آیات اور اسلام کے مطالبات پر صحابہ کرام نے جس خلوص وللّٰہیت، ایثار و فدائیت اور عظمت وعزیمت کے ساتھ عمل کیا ان کا یہ عمل ہی مثال ونمونہ، اسوہ وپیمانہ ہے رہتی دنیا تک کے لوگوں کے لئے، اور ہمیشہ امت نے صحابہ کے اسی تعامل وطرز عمل کو احکام شرع کی بجا آوری کے باب میں اپنے لئے آئیڈیل ومثال اور مثالی معیار ٹھہرایا ہے اور اسی مینارۂ نور سے ہمیشہ روشنی پائی ہے، خود قرآن نے صحابہ کے ایمان کو بعد والوں کے لئے معیار قرار دیا ہے، معیار حق وصداقت بنایا ہے۔

فَاِنْ آمَنُوْا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا (البقرة آیت 137)

آج بھی مخلصین مومنین، بہتیرے اللہ والے دین کی انہی راہوں پر چلتے ہیں جن پر صحابہ کرام اور اس کے بعد ہمیشہ امت کی غالب اکثریت چلتی رہی ہے، لیکن زمانہ کے بگاڑ اور فساد کے اثر سے آج بہت سے مسلمانوں نے دوسری راہوں پر بھی چلنا شروع کر دیا، جو ہمارے دین کے راستے نہیں لیکن ان میں سے بہتیرے چلنے والے چوری کے ساتھ ساتھ سینہ زوری کر کے ان اجنبی ونامانوس راستوں کو اپنے راستے بتانے پر اصرار کرتے ہیں اور قرآن وسنت کی نصوص کو توڑ موڑ کر اپنے الحاد وتحریف پر مبنی دینی افکار کی طرف موڑنا چاہتے ہیں جس کے نتیجے میں عالم اسلام میں ایک انتشار برپا ہے، جس کی اللہ کی بارگاہ میں فریاد ہی

---

[1] ہزار تعلق دار وشناسا جو اللہ سے بیگانے و بے نیاز ہوں وہ ایسے ایک اجنبی پر قربان ہوں جو خدا آشنا ہو۔

[2] وقد قال سعید بن عبدالعزیز وغیرہ انزلت ھٰذہ الأیة (لاتجد قوم یومنون باللہ والیوم الأخر)الیٰ آخرھا فی ابی عبیدہ لما مر بن عبداللہ من الجراح حین قتل ایاہ یوم بدر و لھٰذا قال عمر الخطاب رضی اللہ عنہ حین جعل الامر شوریٰ بعدہ فی اولٰئک الستة رضی اللہ عنھم ولو کان ابو عبیدہ لا ستخلفتہ و قیل فی قولہ تعالیٰ (ولو کانوا آبائھم) نزلت فی ابی عبیدہ قتل اباہ یوم بدر (او ابناء ھم) فی الصدیق ھم یومئذ بقتل ابنہ عبدالرحمٰن (او اخوانھم) فی مصعب بن عمیرقتل اخاہ عبید بن عمیر یومئذ (او عشیرتھم) فی عمر قتل قریباً لہ یومئذ ایضاً وفی حمزہ وعلی و عبیدہ بن الحارث قتلوا عتبہ و شیبہ والولید بن عتبہ یومئذ (تفسیر ابن کثیر ۴/۴۲۰ ذیل آیت المجادلة)

کی جاسکتی ہے۔

انما اشکوا بثی و حزنی الی اللہ

اللہ کی راہ تو ہے اب تک کھلی، آثارونشاں سب باقی ہیں — اللہ کے بندوں نے لیکن اس راہ پہ چلنا چھوڑ دیا [1]

[1] قرآن کریم میں اس باب کے دیگر نصوص بھی مختلف پیرایوں میں وارد ہوئی ہیں مثلاً

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (سورة التوبة، رقم الآية ۲۴)

اے پیغمبر (مسلمانوں سے) کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں اور تمہارا خاندان اور وہ مال و دولت جو تم نے کمایا ہے اور وہ کاروبار جس میں مندا ہونے کا تمہیں اندیشہ ہے اور وہ رہائشی مکان جو تمہیں پسند ہیں، تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر فرمادے اور اللہ نافرمانوں کو منزل تک نہیں پہنچاتا۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ (سورة آلِ عمران، رقم الآية ۲۸)

مومن لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا یار و مددگار نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں الا یہ کہ ان کے ظلم سے بچنے کے لئے بچاؤ کا طریقہ اختیار کرو اور اللہ تمہیں اپنی ذات کے ذریعے ڈرسناتا ہے، اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ (سورة الممتحنة ، رقم الآية ۴)

یقیناً تمہارے لئے ایک عمدہ نمونہ ہے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں جبکہ ان لوگوں نے اپنی قوم والوں سے کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہوان سب سے بیزار ہیں۔ ہم تمہارے منکر ہیں اور ہمارے تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت اور بغض ظاہر ہوگیا جب تک تم ایک خدا پر ایمان نہ لے آؤ۔

بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا . الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَيَبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا (سورة النساء، رقم الآيات ۱۳۸، ۱۳۹)

آپ منافقین کو سنا دیجئے کہ ان کے لئے ایک دکھ دینے والا عذاب تیار ہے وہ منافق جو مسلمانوں کے بجائے کافروں کو دوست بناتے ہیں، کیا وہ ان کے پاس عزت تلاش کررہے ہیں، حالانکہ عزت تو ساری کی ساری اللہ ہی کی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ

ترجمہ: اے ایمان والو! مت بناؤ یہود و نصاریٰ کو دوست، یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو ان سے دوستی کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا بے شک اللہ تعالیٰ نہیں راستہ دکھاتا ظالم قوم کو۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس مذکورہ آیت میں چند رشتے مثال کے طور پر گنوائے گئے ہیں۔ ۱

مراد یہ ہے کہ اہل ایمان ہر قسم کے رشتہ و تعلق کو جو ایمان کے منافی ہو، اور اللہ کا منکر و باغی اور مخالف و نافرمان خواہ کوئی سا بھی رشتہ ان کے ساتھ رکھتا ہو، احکامِ اسلامی و مطالباتِ ایمانی سے تصادم، تعارض، تقابل، تزاحم کی صورت میں اس کو ایمان کے مقابلے میں قربان کر دیتے ہیں، ترجیح بہرحال ایمان، احکام اسلام اور ایمان کے مطالبات و مقتضیات کو ہی دیتے ہیں۔ ۲

الحب فی اللہ والبغض فی اللہ

یہ جذبہ دین کے اہم مطالبات اور مقتضیات میں سے ایک ہے چنانچہ ایمان کے کچھ اوپر ستر شعبے جو حدیث میں بیان کئے گئے ہیں۔ ۳

ان میں ایک مستقل شعبہ یہی ہے جس کو "الحب فی اللہ والبغض فی اللہ" کے عنوان سے ذکر و معنون کیا جاتا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يَـٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَتُرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُبِينًا (سورة النساء، رقم الآية ۱۴۴)

اے ایمان والو! مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست مت بناؤ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ کے پاس اپنے خلاف (یعنی اپنے مستحق عذاب ہونے کی) ایک کھلی ہوئی وجہ پیدا کر دو

۱ وليس المراد من ذكر خصوصهم وانما المراد الاقارب مطلقاً (روح المعانى ن۲۸، ص ۳۶)

۲ يَـٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ

ترجمہ: اے ایمان والو! مت بناؤ یہود و نصاریٰ کو دوست، یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو ان سے دوستی کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا بے شک اللہ تعالیٰ نہیں راستہ دکھاتا ظالم قوم کو۔

سورہ مائدہ کی اس آیت کے تحت امام جصاص احکام القرآن میں لکھتے ہیں:

وفى هذه الأية دلالة علىٰ ان الكافر لا يكون وليا للمسلم لا فى التصرف ولا فى النصرة ويدل علىٰ وجوب البراءة من الكفار والعداوة لهم لان الولاية ضدالعداوة فاذا امرنا بمعاداة اليهود والنصارىٰ لكفرهم فغيرهم من الكفار بمنزلتهم ويدل علىٰ ان الكفر كله ملة واحدة لقوله تعالىٰ بعضهم اولياء بعض (احكام القرآن للجصاص ذيل آيت المائده ۵۱)

۳ الايمان بضع و سبعون شعبة والحياء شعبة من الايمان (رواه مسلم رقم الحديث 57/35باب شعب الايمان و ايضا فى البخارى فى باب امور الايمان وفيه بضع وستون شعبة.

قال ابن الحجر العسقلانى فى فتح البارى فى ذيل الحديث و محبة الله والحب والبغض فيه و محبة النبى صلى الله عليه وسلم و اعتقاد تعظيمه الخ (فتح البارى لابن حجر باب امور الايمان 52/1و ايضا فى مرقاة المفاتيح 71/1كتاب الايمان)

ہے، کہ کسی بھی انسان سے محبت کا پیمانہ بھی اور بغض وعداوت کا پیمانہ بھی اس انسان کا اللہ سے اطاعت یا بغاوت کا تعلق وتقابل ہے، جو اللہ کا ہے، ہمارے رب کا پیارا ہمیں بھی دل وجان سے پیارا ہے، اسے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے تو ہم اس کی چبھن دل میں محسوس کئے بغیر اپنے ایمان میں نقص محسوس کریں گے اور جو اللہ کا نہیں، وہ ہمارا نہیں، ہم اس کے نہیں خواہ نسب ونسل میں وہ ہمارے ساتھ کیسا ہی اشتراک وقربت رکھتا ہو۔ ہاں ظاہری مدارات ومواسات جو ایک عام انسانی حق ہے وہ عام حالات میں کافر وفاسق کے ساتھ بھی رکھا جائے گا، انہی بنیادوں پر اللہ کے رسول نے امت میں اتحاد ویکجہتی اور وحدت ویگانگت پیدا کی تھی اور ان کو جسد واحد کی طرح قرار دیا تھا جس کے کسی ایک عضو میں بے چینی وتکلیف ہو تو جسم کے تمام اعضاء اس کی تکلیف میں شریک ہوتے ہیں، بحر ہند کے کسی دور دراز بھنور میں ایک مسلمان عورت بے سروسامانی کے عالم میں ایمان واسلام کی دہائی دیتی ہے تو حجاج جیسے ظالم وبے رحم مسلمان کی بھی حمیت دینی وغیرت ایمانی جوش مارنے لگتی ہے۔

اس حکم کا تعلق کن سے ہے؟

اصلاً تو یہ حکم کفار ومشرکین (جس کے ذیل میں مرتدین، زنادقہ وملحدین بھی شامل ہیں ہمارے زمانے میں لبرل ازم، سیکولرازم، تجدد پسندی وغیرہ کے خوشنما ناموں کی آڑ میں اھل الحاد واہل زندقہ کی بھی بہت کثرت وبھرمار ہوگئی ہے) کے متعلق ہے، فقہاء امت نے اسی پر قیاس کر کے فساق وفجار کے لئے درجہ بدرجہ یہ حکم ثابت کیا ہے کہ خلاف شرع فسق وفجور پر مبنی امور اور حدود شرع سے متجاوز ان کے اعمال وکردار میں ان کے ساتھ موافقت، شرکت، اظہار پسندیدگی نہیں کیا جائے گا اور نہ ایسوں سے دلی تعلق رکھا جائے گا، بلکہ حسب موقعہ وحسب مصلحت ان امور پر نکیر، اظہار ناپسندیدگی، ناگواری اور ان چیزوں میں ان سے اجتناب ودوری رکھی جائے گی، جس کا کم سے کم درجہ ان سے اجتناب وعدم شرکت کے ساتھ ساتھ دل سے ان کے ان امور، افعال واشغال کو بُرا سمجھنا ہے۔

انہی نصوص سے واضح ہوتا ہے کہ کفار ومشرکین (اور جو ان کے حکم میں ہیں ان) سے مسلمان کے لئے دلی دوستی وقلبی تعلق جس کو موالات کہتے ہیں جائز نہیں ہے، باقی مواساۃ ومدارات یعنی ظاہری معاملات ومعاشرت میں عدل وانصاف، حسن سلوک، اور انسانی ہمدردی ونفع رسانی کے تحت جو امور آتے ہیں ان میں شریفانہ وکریمانہ برتاؤ، تو سب سے رکھا جائے گا۔

مقالات ومضامین　　(بسلسلہ دفاعِ پاکستان سولہویں وآخری قسط)　　مفتی محمد امجد حسین

اسلام کی بنیاد پر یہ ملک بنا ہے

پاکستان ایک نظریاتی فلاحی ریاست ہے، مذہبی اساس پر معرض وجود میں آیا ہے، اس کا ایک باضابطہ آئین ودستور ہے، جس میں اس کے مذہبی اساس کی، بنیادی انسانی حقوق کی، جمہوری اصولوں کی پاسداری کی ضمانت دی گئی ہے۔

اپنے آئین ودستور کا احترام اوراس کی پابندی آج کی متمدن دنیا کا، دنیا کے ملکوں کا سب سے بنیادی اصول ہے، جس پر ریاست کے تمام اداروں کی تشکیل وشیرازہ بندی ہوتی ہے، ان کا دائرہ کار طے ہوتا ہے اورفراء منصبی کی تعیین ہوتی ہے، سارا کاروبار سلطنت اور نظام حکومت استوار ہوتا ہے۔حکومتیں ادلتی بدلتی رہتی ہیں افراد آتے جاتے ہیں۔ریاست، اس کے ادارے، اس کا دستور کے اہداف ومقاصد قائم دائم رہتے ہیں اورافراد پر بھی اور حکومتوں پر بھی نافذ ہوتے ہیں، آئین ودساتیر راتوں رات نہیں بن جاتے، یہ بہت سے مراحل سے گزر کر مدون ہوتے ہیں، اس کی تشکیل کا عمل ریاست کی تمام اکائیوں اورطبقوں کی نمائندگی اوراعتماد واتفاق سے صاحب علم، صاحب بصیرت، صاحب فکرونظر ماہرین کی مشاورت ورہنمائی سے مدون اوروجود پذیر ہوتا ہے، پاکستان کا 73ء کا آئین بھی ایک متفقہ جمہوری آئین ہے جو ماضی کے تلخ تجربات کے بعد مدون ہوا، ان تلخ تجربات میں 60ء کے عشرے کی مرضی وخواہشات پر مبنی ایک آئین بنا کر ملک پرلاگو ونافذ کرنا اور 50ء کے عشرے میں مقتدرہ اوراشرافیہ کی بے حسی، مہم جوئی، باہم جنگ زرگری، محلاتی سازشیں اورریاست کے بنیادی مقاصد سے انحراف جیسے امور ہیں جس کے نتیجے میں ملک دولخت ہوا۔ پاکستان کا وقار بار بار مجروح ہوا، قوم کی آبرو کو دھچکے لگتے رہے، پڑوسی ملک کی ایک وزیراعظم نے ایک دفعہ کہا تھا کہ میں نے اتنی ساڑھیاں نہیں بدلیں جتنی پاکستان میں حکومتیں بدلی ہیں۔

73ء کے آئین میں ریاست کی تمام اکائیوں کو، ملک وقوم کی نمائندہ جماعتوں اورطبقوں کو جمہوری انداز میں اعتماد میں لیا گیا، اس آئین کے پیچھے کتنے ہی جینیئس، عبقری، اورلائق فائق لوگوں کے دماغ تھے جو مذہب، سیاسیات، تاریخ، فلسفہ، لیڈرشپ اور قیادت، عالمی سیاسیات وحالات کے ادراک وشعور وغیرہ امور میں سے کسی ایک یا زیادہ میدانوں کے مانے ہوئے شہسوار تھے، مرحوم ذوالفقار علی بھٹو جیسا زیرک اور

ذہین سیاست دان جو خارجہ پالیسی میں اور بین الاقوامی سیاسیات میں پاکستان کا کیس کامیابی سے لڑنے، پاکستان کے مفادات کا تحفظ کرنے کی جرأت بھی رکھتے تھے اور ہمت واہلیت بھی، اور لیڈر شپ کی صفات بھی اپنے اندر رکھتے تھے، باقی یہ الگ بات ہے کہ سقوط ڈھاکہ جن اسباب کا نتیجہ تھا اس میں وہ کتنے حصہ دار تھے اور غیر ضروری سخت گیری، جور وجبر اور ظلم وزیادتی جو ان کے دور میں مخالفین کے ساتھ، حزب مخالف کے ساتھ روا رکھی گئی اور 77ء کے ءالیکشن میں جو وطیرہ انہوں نے اپنایا جس کے نتیجے میں بالآخر ان کو برے دن دیکھنا پڑے اور ملک کو مارشل لاء سے سابقہ پڑا یہ رخ ان کی حکومت کا سرِ دست موضوع بحث نہیں، 73ء کا آئین جس کا سہرا بالآخر ان کے ہی سر جاتا ہے اس کے تناظر میں گفتگو ہو رہی ہے۔

اسی طرح مفتی محمود صاحب، پروفیسر عبدالغفور، مولانا شاہ احمد نورانی، باچا صاحب خان عبدالغفار خان، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب، مولانا غلام غوث ہزاروی، پاکستان کی قومی تاریخ کے یہ عبقری اور شاہ دماغ اس آئین کی پشت پر ہیں، اور اس کی تدوین وتشکیل میں شامل وحصہ دار ہیں۔

اس آئین میں غالب حد تک ان مقاصد واہداف کو سمو دیا گیا تھا جن پر مملکت کی اساس قائم ہے، جن کے حصول کے لئے آگ اور خون کے سمندر عبور کر کے برصغیر کی ملت اسلامیہ نے یہ سلطنت حاصل کی تھی۔

بہاولپور، خیر پور، دیر، سوات، چترال کی آزاد ریاستوں، بلوچستان، فاٹا، صوبہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخوا) کے غیور مسلمانوں نے اس بڑے آئیڈیل مقصد وہدف کے لئے اپنی علیحدہ آزاد حیثیت وشناخت کو قربان کر کے اس مملکت خداداد میں اپنے آپ کو ضم کر لیا تھا تاکہ اسلامی نظریہ کی بنیاد پر جنوبی ایشیا میں مسلم امہ کی ایک طاقتور سلطنت معرض وجود میں آجائے جو پوری امت مسلمہ کے مفاد کے لئے اسلام کا قلعہ ثابت ہو، جو بیسویں صدی کی ماڈرن ہسٹری میں اسلامی نظام عدل کے نفاذ کے لئے ایک لیبارٹری وتجربہ گاہ بنے، یہ آئین جن مذکورہ شاہ دماغوں کی رہنمائی میں تیار ہوا وہ تحریک پاکستان اور تاریخ پاکستان کے اس کٹھن دور کے گواہ اور جن مقاصد واہداف کے لئے یہ تحریک اٹھی، چلی، پھیلی اور ہر نوع کی قربانیاں اس راہ میں دی گئیں حتیٰ کہ یہ کامیابی سے ہمکنار ہوئی، اس میں شامل تھے۔

اس آئین پر عمل درامد ہوتا رہے تو مملکت کی ان مذکورہ سب اکائیوں کو، سب طبقات کو اطمینان ویکسوئی حاصل ہو کہ وہ مقصد حاصل ہو رہا ہے جس کے لئے ہم نے اپنی علیحدہ شناخت بنائی۔ اپنی ریاستوں اور علاقائی خودمختاری وحکومتوں سے دستبردار ہوئی، اور ہمارے بڑوں نے قربانیاں دیں، ہجرت کی، وطن،

علاقوں، زمینوں، جائیدادوں، مال ومتاع، اسباب وساز وسامان، عہدوں ومناصب کو چھوڑا، گھر بار لٹائے، اہل وعیال قربان کئے، لیکن آئے دن آئین اگر معطل ہوتا رہے، مہم جو وطالع آزما، اشرافیہ اور بیوروکریسی کی ملی بھگت سے سسٹم ونظام پر شب خون مارتے رہیں اور اپنی مرضی وخواہشات کو ٹیکنوکریٹوں، قصوری ٹائپ بیرسٹروں، پی سی او ججوں، اور عالمی سامراج کی آشیرباد سے آئین کے متبادل اس قسم پر مسلط کرتے رہیں، تو اس کھلواڑ کے یہ ہولناک وبھیانک نتائج نکلنا فطری امر ہے جو پوری حشر سامانی کے ساتھ میرے ملک کے طول وعرض میں 9/11 کے بعد نکل رہے ہیں۔

جو بیج بویا گیا ہے یہ اسی کی کھیتی اور فصل ہے جو رفتہ رفتہ ہی بڑھی ہے اور آج اپنے پورے جوبن کے ساتھ لہلہا رہی ہے لیکن اس کے کاٹنے سے ہمارے اوسان خطا ہو رہے ہیں۔

یہ جو کچھ خونیں منظرنامہ آج مل کے طول وعرض میں اپنے ہوش ربا اور روح فرسا جلوے دکھا رہا ہے یہ کوئی اتفاقی واقعہ یا قدرتی حادثہ تو نہیں جو آناً فاناً رونما ہو گیا ہو، اس کے پیچھے اپنے مقاصد اور اپنی بنیادوں سے من حیث القوم ہمارے انحراف کرنے کی نصف صدی سے زیادہ عرصہ پر پھیلی ہوئی تاریخ ہے خصوصاً 9/11 کے بعد ہماری ڈکٹیٹرشپ کی قلابازیاں اعربیک وقت کئی کئی پارٹ ادا کرنے اور کئی کئی چہرے ادل بدل کر سجانے والی ہماری اشرافیہ، بیوروکریسی کی شترگربگی چالیں ہیں۔

اشرافیہ، حکومتوں اور مقتدر اتھارٹیوں کی باہم ملی بھگت سے اپنی سفلی خواہشات پر مبنی اس روش اور قومی و اجتماعی مفادات کی بجائے ذاتی مفادات اور نجی و پرائیویٹ مشاغل وترجیحات کو فروغ دینے کے عمل اور آئین کو محض ایک کاغذی دستاویز سمجھتے ہوئے اپنی خواہشات ومصالح کے لئے موقعہ بموقعہ اس کو توڑنے، مروڑنے [1] اور ابن الوقت وزرخرید خرّانٹ قانون دانوں کی خدمات مول لے کر، ان کی تجوریاں بھر کر

---

[1] مقتدرہ کی ان شترگربگی حرکات سے پاکستان کی، پاکستانی قوم کی اور پاکستان کے آئین وقانون کی جو جگ ہنسائی اور بے توقیری دنیا جہان میں، باہر کے میڈیا پر ہوتی ہے اس کا ایک نمونہ بی بی سی ڈاٹ کام کی طرف سے ہمارے آئین پر 2007ء میں کئے جانے والا ایک طنزیہ تبصرہ بھی ہے ملاحظہ ہو:

’’پاکستانی آئین کو ٹھوس سے مائع اور مائع سے گیس میں تبدیل کر کے پھر ٹھوس شکل میں لا سکتے ہیں جس میں سے خرگوش بھی نکل سکتا ہے، نوٹوں کے ہار برآمد ہو سکتے ہیں، شعبدہ باز اس کی راکھ مٹھی میں بند کر کے پھونک مارے تو پھر یہ کتابی شکل میں واپس آ جاتا ہے، اس میں سے فال بھی نکل سکتی ہے کہ اگلا وزیراعظم کون ہوگا، کب تک ہوگا اور کتنا ہوگا؟ اس آئین کو پامال کرنے والا بھی موت کی سزا کا حقدار ہے اور اسی آئین کے تحت اس کے خالق کو بھی سزائے موت دینا ممکن ہے، اس دستاویز میں یہ بھی گنجائش ہے کہ عدلیہ سے انتظامیہ کے طور پر کام لیا جا سکے، اور یہ بھی گنجائش ہے کہ انتظامیہ عدلیہ کے طور پر کام دکھا دے، اس دستاویز کے تحت صدر کے انتخاب کے لئے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

آئین ودستور کی شقوں اور آرٹیکلز کو ردوبدل وترمیم سے گزار کر ان کو نئے مفاہیم ومرادات اپنی منشاء و مصلحت اور خواہش کے تحت پہنانے کی اقتدار کے ایوانوں میں پھیلی ہوئی وبا اور کلچر نے قوم کو بھی نفسا نفسی، خودغرضی، مفاد پرستی، زراندوزی کے رنگ میں رنگا ہے اور مادیت پرستی کے ماحول اور فضاء کو ملک کے طول وعرض میں پروان چڑھایا ہے۔ایک مفکر نے اس تناظر میں ملک کے مختلف طبقات کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

ہماری جن اخلاقی کمزوریوں نے معاشرہ کو کھوکھلا کردیا ہے اور افرادِ معاشرہ کے ضمیر کو مردہ کرکے دشمن کے سامنے لقمہ تر بننے پر مجبور کیا ہے اور بالخصوص معاشرہ کا ہر باصلاحیت اور ذہین فرد، جس طرح دشمن کے عالمی اداروں کے سامنے فروخت ہونے پر آمادہ ہے، ان میں حرص و ہوس کے بڑھتے ہوئے رجحانات اور حبِ جاہ، حبِ مال کی کمزوریاں شامل ہیں، ان اخلاقی کمزوریوں کے ہوتے ہوئے بڑی سے بڑی سیاسی وانقلابی تبدیلی بھی، حالات میں بنیادی تغیر برپا کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتی۔دولت پر ٹوٹ پڑنے کے سلسلہ میں اس وقت ہمارے حکمرانوں، افسروں، صنعت کاروں، تاجروں اور ڈاکٹروں وغیرہ کی جو حالت ہے وہ یہ ہے کہ جو کچھ حاصل کرنا ہے، بس اسی وقت حاصل کرو، جتنا دولت مند بننا ہے بس جلدی

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیاں الیکٹورل کالج بن سکتی ہیں اور کوئی شخص اس الیکٹورل کالج سے بالا بالا ریفرنڈم کے ذریعے بھی صدر بن سکتا ہے، یہ آئین کلی یا جزوی طور پر بھی نافذ ہوسکتا ہے اور کلی یا جزوی طور پر معطل ہوکر پھر بحال بھی ہوسکتا ہے، اس آئین میں یہ بھی گنجائش ہے کہ چار پانچ محکمے چھوڑ کر باقی محکمے صوبوں کے حوالے کردیئے جائیں اور یہ بھی گنجائش ہے کہ ہنگامی حالات بنا کر صوبوں کے پاس صرف چار پانچ محکمے چھوڑ دیئے جائیں، کبھی اس آئین کے تحت صدر، وزیراعظم اور کابینہ پارلیمنٹ کو جوابدہ ہوتے ہیں تو کبھی پارلیمنٹ وزیراعظم اور کابینہ کے توسط سے صدر کو جوابدہ بن جاتی ہے، اس آئین کے تحت وزیراعظم میں اگر تپڑ ہو تو وہ گتے کا صدر تخلیق کرسکتا ہے تپڑ نہ ہو تو خود کارڈ بورڈ پرائم منسٹر بن جاتا ہے، چاہے تو صدر آئین کے تحت پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے سال میں ایک مرتبہ خطاب کا پابند ہے، نہ چاہے تو صدر خطاب نہ کرنے کی آئینی تاویل بھی اسی کتاب سے ڈھونڈ سکتا ہے، اس آئین میں یہ بھی درج ہے کہ کوئی شخص بطور صدر کوئی منفعت بخش عہدہ اپنے پاس نہیں رکھ سکتا لیکن اسی آئین میں یہ گنجائش بھی ہے کہ ایک شخص صدر ہوتے ہوئے مسلح افواج کا تنخواہ دار سربراہ بھی رہ سکتا ہے یعنی جو شخص بحیثیت صدر باس ہے، وہی شخصیت وزیراعظم کو سلوٹ اور بطور صدر کِک مارنے کا بھی مجاز ہے، آئین میں جو درج تھا وہ بھی آئینی ہے، اور جو بعد میں کسی بھی طریقے سے درج ہوگیا وہ بھی آئینی ہے، اور جو آئندہ درج ہوگا وہ بھی آئینی کہلائے گا، یہ ایسی ''یورفرینڈلی دستاویز'' (Your Friendly Document) ہے جسے کوئی چاہے تو بطور نوٹ بک یا لاگ بک بھی استعمال کرسکتا ہے (بحوالہ روزنامہ ایکسپریس 21 جنوری 2007ء، حق نوائے احتشام کا پاکستان نمبر 169 اگست ستمبر 14ء)

کرو، بن جاؤ، بعد میں موقعہ ملے یا نہ ملے یہ خواب پورا کرلو۔ چونکہ سارے مقتدر طبقات اس کھیل میں مصروف ہیں، اس لئے مؤثر طبقات، حکومت، قانون، اور پولیس ہر خوف سے بے نیاز ہوکر، مواقع ومناسبت سے لوٹ مار کا مال جمع کرنے میں مصروف ہیں۔

جس ریاست کے اہل سیاست اور حکمرانوں کا نکتہ نظر یہ ہو کہ سیاست اور حکومت کے ذریعے دولت کے ڈھیر جمع کئے جائیں، یہ دولت قومی خزانے کی لوٹ مار کے ذریعہ ہو یا عالمگیریت کے بچھائے ہوئے سازشوں کے جال میں معاون کی حیثیت سے شرکت کے ذریعہ کسی بھی طرح سے دولت حاصل ہو، جس ملک کے افسران رشوت چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوں، اپنے ہی عوام کا خون پسینہ نچوڑ کر، ہر صورت میں جائیداد بنانے کے جنون میں لگے ہوں اور اپنے فرائض اور ذمہ داریاں ادا کرنے کے لئے تیار نہ ہوں، جس ملک کی یونیورسٹیوں اور درسگاہوں کے اساتذہ پڑھنے پڑھانے کے بجائے صرف اور صرف مراعات سے دلچسپی رکھتے ہوں ....جس ملک کی فوج اور اس کے افسران حکومت پر اثر انداز ہوکر قومی خزانے کا بڑا حصہ اپنی مراعات کے لئے مخصوص کرنے کی نفسیات میں مبتلا ہوں (اس منظر کو دیکھنے کے باوجود کہ قوم کی اکثریت روٹی کی محتاج ہے) جس ملک کا مولوی قوم کو مسلکی اور گروہی اختلافات کا شکار بنا کر اپنی ساری توانائیاں ملت کی تفریق میں خرچ کرتا ہو، جس ملک کا صوفی مریدوں کی روحانی اور اخلاقی تربیت میں دلچسپی رکھنے کے بجائے مریدوں کی جیبوں پر نظر رکھتا ہو اور ان کی دولت سے مسرفانہ زندگی گزارتا ہو۔

جس ملک کا تاجر وصنعت کار، اشیائے ضرورت کی چیزوں کی، مصنوعی مہنگائی کے ذریعے دولت جمع کرنے اور اپنے ہی عوام کو مہنگائی کے عذاب میں پیسنے کی بیماری میں مبتلا ہو، جس ملک کا ڈاکٹر جلد سے جلد دولت مند بننے کے لئے اپنی معائنہ فیس اور آپریشن فیس کے ذریعہ غریب افراد کو مفلس سے مفلس تر بنانے کے جنون میں مبتلا ہو جس ملک کا وکیل جائز وناجائز کیسوں سے بے نیاز ہوکر ہر صورت میں پیسے بنانے کی حرص میں مبتلا ہو جس ملک کا سماجی کارکن صرف اور صرف فنڈ کے حصول میں دلچسپی رکھتا ہو، یہ فنڈ عالمگیریت کے قائم کردہ اداروں کی صورت میں حاصل ہوتا ہو یا حکومت اور اپنی پارٹی سے اسے ہر صورت میں فنڈ سے

دلچسپی ہو، جس ملک کا جج عوام کے چھوٹے چھوٹے مسائل میں ٹیکنیکل قواعد کی بنا پر برسوں تک عدالتی چکروں میں پھنسائے رکھنے کا عادی ہو، اس ملک میں کرنے کا سب سے اولین کام کیا ہے؟ کیا سیاست، جمہوریت اور انقلاب کے ذریعے ہاتھوں کی تبدیلی اور نظام کی تبدیلی ہی اولین کام ہے؟ اس کا صحیح جواب یہی ہے کہ اس طرح کی صورتحال میں ان سب طبقات کی نفسیات میں موجود ہمہ جہتی اور ہمہ گیر بگاڑ وفساد کی اصلاح کی تحریک شروع کرنا ہی اولین کام ہے(بیداری، حیدرآباد، خود احتسابی کی تحریک، موسیٰ بھٹو کا اداریہ، ستمبر14ء)

ہم پاکستانی ملت، امت مسلمہ کا ایک جزو ہیں، امت مسلمہ اللہ کے بھیجے ہوئے آخری صحیح اور معتبر دین، دین اسلام کی حامل ہے، ہمارا دین اللہ کی بارگاہ کا سرکاری مذہب اور سکہ رائج الوقت ہے، یہ منسوخ شدہ دین سماوی یا انسان کا بنایا ہوا کوئی ازم ونظام نہیں، ہم ایک آفاقی شریعت، آسمانی کتاب، ربانی وحی کی حامل امت ہیں، اس وحی الہٰی کی، اس آسمانی کتاب کی ایک ایک آیت ایک ایک حکم آج بھی اسی طرح زندہ جاوید، توانائی سے بھرپور، اللہ کے دربار سے مربوط، اللہ کے وعدوں اور وعیدوں سے جڑا ہوا ہے، جبکہ توراۃ، انجیل کی کسی آیت یا کسی بھی حکم کو آج یہ حیثیت حاصل نہیں وہ کھوٹے سکے، ایکسپائر احکام، منسوخ شدہ آیات وکلمات پر مبنی کتب ہیں، عرش ربانی سے ان پر تجلی نہیں پڑتی، ان میں وولٹیج اور سگنل اوپر سے نہیں آرہے، کوئی عیسائی یا یہودی توراۃ یا انجیل کی آیات پڑھ کر اللہ کی بارگاہ سے رابطہ استوار نہیں کرسکتا، کیونکہ اس بارگاہ عزوجلال سے ان کتب کے ساتھ کب کا کنکشن ورابطہ منقطع ہوچکا ہے، انسانوں کے لئے ان کتب اوران کی تعلیمات کے ذریعے آسمانی نیٹ ورکنگ ختم ہوچکی ہے، اس لئے ان کتب کا پڑھنا، دنیا وآخرت میں ان کو فائدہ نہیں دے سکتا، جبکہ قرآن کا، دین اسلام کا معاملہ بالکل مختلف ہے، یہ آیات بینات پڑھ کر مسلمان عرش ربانی سے مربوط وپیوست ہوسکتا ہے، اس کا اپنے رب سے براہ راست رابطہ بحال ہوجاتا ہے، اس کے احکام پر عمل کرکے آسمانی وعدے دنیا وآخرت میں اس کے حق میں نافذ ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔ ان آیات واحکام سے انحراف کرکے دنیا وآخرت میں گرفت، پکڑ، مواخذے اور گوناگوں وعیدوں میں وہ مبتلا ہوجاتا ہے۔

ایکسپائر شدہ شریعتوں اور نظاموں والوں پر اپنے آپ کو اے مسلمانو! قیاس نہ کرو

اپنی ملت کو قیاس اقوام مغرب سے نہ کر ۔۔۔ خاص ہے ترکیب میں قوم رسولِ ہاشمی

وہ راندۂ درگاہ ہیں، ان کے دین میں کوئی ہدایت ونجات کا سامان نہیں، اپنے دین کو چھوڑ کر دنیا پر محنت کر کے اور دنیوی زندگی کی حد تک زرّیں میں تمدنی واخلاقی اصولوں کو اپنا کر وہ دنیا میں کامیاب وکامران ہو سکتے ہیں لیکن ہم ایک مربوط شریعت والے ہیں، آسمانی وحی والے ہیں جس نے ہمارے دین ودنیا، روحانی وجسمانی سب اصول واحکام طے کر دیئے ہیں ان سے انحراف کر کے ہم نہ آخرت میں نہ دنیا میں پنپ سکتے ہیں۔ جس طرح پچھلی امتوں کی شریعتیں جب تک ایکسپائر نہیں ہوئی تھیں انحراف کرنے پر ان پر دنیا میں ہی پکڑ آجاتی تھی آج ہم اسی پوزیشن ودرجے میں ہیں، آج ہمارا یہ اجتماعی، انفرادی، ریاستی، قومی، معاشرتی فساد وبگاڑ ہی ہے جو ہر طرف پھیل کر عام ہو چکا ہے کسی ایک طبقے یا دائرے تک محدود نہیں رہا اس لئے عمومی آفات وبلیات کا ہمیں سامنا ہے، جن عالمی طاقتوں، غیر مسلم اقوام، سامراجی ممالک کو خوش کرنے کے لئے ہم نے اپنے دین وایمان، اپنے آئین، اپنی خارجہ پالیسی، اپنے قومی وملی اصولوں سے انحراف کیا آج انہی طاقتوں کی ایجنسیوں نے ہمارے ملک کو شکار گاہ بنا رکھا ہے اور یہاں پچھلے ڈیڑھ عشرے سے پراکسی وار لڑ رہے ہیں، ملک کے ناعاقبت اندیش لوگوں کو اپنا ایجنٹ بنا کر قتل وغارت کا بازار یہاں گرم کر رکھا ہے، صوبائی اور نسلی وعلاقائی گروہوں میں بٹ کر ملک کے مختلف طبقے باہم دست وگریبان ہیں۔ ایک آگ پرائیویٹ میڈیا نے یہاں لگا رکھی ہے، دجل، پروپیگنڈا، بلیک میلنگ، طاغوت وسامراج کی دلاّلی، محبّ وطن طبقوں کی کردار کشی، خود دین کے بارے میں ڈس انفارمیشن ان کے ذریعے پھیلائی گئی ہے کیا میرے ملک کا آئین وقانون اتنا بے بس ہے کہ یہاں کی زرد صحافت اور میڈیائی بھیڑیئے، ڈالروں کے عوض اس کے ہر قدر، ہر ادارے، ہر اخلاقی وملی اصول کو پامال کریں ور متعلقہ اتھارٹیاں گونگے شیطان کا کردار ادا کریں۔ اور زمینی وآسمانی عذابات بارشوں، سیلابوں، طوفانوں، قحط سالیوں، زلزلوں اور دریاؤں کے بند ٹوٹنے، کھیتیوں اور مویشیوں اور آبادیوں کے ڈوبنے اور فنا ہونے کی صورت میں پچھلے عشرے بھر سے ہم پر سزا کا کوڑا بن کر برس رہے ہیں، ان حالات میں ہمارے سامنے قوم یونس کا عمل نمونہ بنتا ہے، جن کی نالائقیوں سے ان پر عذاب آ گیا تھا تو عین حالت عذاب میں ان کو عبرت ہوئی اور احساسِ زیاں ہوا، توبہ تائب ہوئے، سچی توبہ کی، اپنی روش اور چلن بدلا تو آیا ہوا عذاب ٹل گیا، کیا ہم پر عذاب نہیں آچکا؟ کیا قوم یونس کا عمل یعنی اجتماعی توبہ ہمارے لئے ایک مناسب حل نہیں؟

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے مگر کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

مقالات و مضامین قاری جمیل احمد

دنیا کی حقیقت

مومن کا گھر آخرت

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الدنیا سجن المؤمن و جنة الكافر (مسلم)

دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔

دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مومن کے لئے یہ دنیا کوئی ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے، اصل میں مومن کے لئے ہمیشہ رہنے کی جگہ آخرت ہے۔ اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے مومن کے لئے جو نعمتیں تیار فرمائی ہیں اور جو راحت و مسرت کی زندگی وہاں آخرت میں رکھی ہے اس کا تصور کر کے مومن آدمی اس دنیا کو اپنے لئے قید خانہ تصور کرتا ہے کہ یہاں سے جتنا جلدی نجات مل جائے اتنا ہی بہتر ہے۔ جیسے کوئی شخص قید خانہ میں قید ہو تو چاہے وہ قید خانہ کتنا ہی خوبصورت ہو، ائر کنڈیشنڈ کمرہ ہو، اور اعلیٰ درجے کے کھانے ملتے ہوں اور طرح طرح کی سہولیات میسر ہوں لیکن قید تو قید ہی ہے۔ کوئی شخص یہ نہیں چاہے گا کہ میں اس قید میں ہمیشہ رہوں۔ وہ چاہے گا کہ جتنا جلدی ہو سکے یہاں سے فارغ ہو جاؤں اور اپنے گھر جاؤں، مومن کا گھر یہ دنیا ہے ہی نہیں۔ مومن کا گھر وہ آخرت ہے، وہ جنت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے تیار فرمائی ے، جب تک مومن یہاں دنیا میں رہتا ہے وہ یوں سمجھتا ہے کہ میں یہاں دنیا میں قید ہوں، دنیا کو قید تصور کر کے آخرت میں پہنچنے اور آخرت کی تیاری کرنے میں مشغول رہتا ہے، اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے۔

کافر کا گھر دنیا

اور فرمایا کہ دنیا کافر کے لئے جنت ہے۔

دنیا کافر کے لئے جنت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کافر اسی دنیا ہی کو بنانے کی فکر اور کوشش میں رہتا ہے، کافر اوّل تو آخرت کی زندگی پر یقین ہی نہیں رکھتا۔

بہت سے کافر تو وہ ہیں جو آخرت کی زندگی کو مانتے ہی نہیں، وہ کہتے ہیں کہ بس انسان جب مرے گا تو اس مرنے پر سارا معاملہ ختم ہو جائے گا، مرنے کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں ہےء، اور بعض وہ ہیں جو آخرت کو مانتے ہیں لیکن ان کا آخرت کو ماننا اس لحاظ سے کوئی اچھا نہیں ہے کہ انہوں نے دنیا ہی کو آخرت پر ترجیح دے رکھی ہے، دنیا ہی کو سب کچھ سمجھا ہوا ہے، صبح سے لے کر شام تک ان کی دوڑ دھوپ کا محور دنیا ہی ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ دنیا ٹھیک ہو جائے تو سارا کام بن گیا۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کافر کے لئے جنت ہے کہ کافر بس سمجھتا ہے کہ جو کچھ ملنا ہے یہیں دنیا ہی میں ملنا ہے، آخرت کی زندگی پر اس کو یقین نہیں ہے یا آخرت کی زندگی کی طرف اس کو دھیان نہیں ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد **الدنیا سجن المومن** پر عمل کرتے ہوئے مومن کو دنیا مین دل لگا کر نہیں رہنا چاہئے بلکہ وہ دنیا مین رہے اور دنیا کو برتے لیکن وہ یہ سمجھ کر رہے کہ یہ دنیا ایک عارضی ٹھکانہ ہے۔ حقیقت میں مجھے آخرت میں جانا ہے اور آخرت میں مجھے ہمیشہ رہنا ہے۔

لہٰذا مومن دنیا میں رہ کر اپنی آخرت بنانے کی فکر و کوشش میں لگا رہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا میں رہ کر آخرت بنانے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

بسلسلہ : تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ ذیقعدہ: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□...... ماہِ ذیقعدہ ۶۵۱ھ: میں حضرت ابومحمد عبدالقادر بن حسین بن جمیل بغدادی بندنیجی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ ص ۲۸۰)

□...... ماہِ ذیقعدہ ۶۵۳ھ: میں حضرت ابوالحجاج یوسف بن محمد بن ابراہیم انصاری مغربی نحوی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ ص ۳۳۹)

□...... ماہِ ذیقعدہ ۶۵۴ھ: میں حضرت شیخ عیسیٰ بن احمد بن الیاس یونینی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ ص ۳۰۰)

□...... ماہِ ذیقعدہ ۶۵۶ھ: میں حضرت ابومحمد عبدالعظیم بن عبدالقوی بن عبداللہ بن سلامہ بن سعد منذری شامی مصری شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ ص ۳۲۲)

□...... ماہِ ذیقعدہ ۶۵۶ھ: میں حضرت ابوعبداللہ حسین بن ابراہیم بن حسین ہذبانی اربلی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ ص ۳۵۵)

□...... ماہِ ذیقعدہ ۶۵۶ھ: میں حضرت ابوالعلاء زہیر بن محمد بن علی ازدی مہلبی مکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ ص ۳۵۶)

□...... ماہِ ذیقعدہ ۶۵۸ھ: میں سلطان ملک سیف الدین مظفر قطز بن عبداللہ معزی کی وفات ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ ص ۲۰۱)

□...... ماہِ ذیقعدہ ۶۸۰ھ: میں حضرت ابوحامد محمد بن علی بن محمود بن احمد صابونی محمودی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص ۲۴۷)

□...... ماہِ ذیقعدہ ۶۸۲ھ: میں حضرت شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن نعمہ بن احمد مقدسی نابلسی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص ۱۶۴)

□...... ماہِ ذیقعدہ ۶۸۵ھ: میں حضرت ابوالفضائل یوسف بن محمد بن عبداللہ مصری دمشقی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص ۳۹۳)

□......ماہِ ذیقعدہ ۶۹۰ھ: میں حضرت ابوالفتح یوسف بن وزیر ابو یوسف یعقوب بن محمد بن علی بن مجار شیبانی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۳۹۶)

□......ماہِ ذیقعدہ ۶۹۴ھ: میں حضرت احمد بن عبداللہ بن محمد بن ابوبکر محمد بن ابراہیم مکی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۵۱)

□......ماہِ ذیقعدہ ۶۹۴ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن عثمان بن یحییٰ بن احمد امین متونی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۳۶)

□......ماہِ ذیقعدہ ۶۹۴ھ: میں حضرت ابوالخیر تمام بن محمد بن اسماعیل دمشقی حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۱۹۷)

□......ماہِ ذیقعدہ ۶۹۵ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن محمد بن نصر بن قوام بن وہب رصافی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۳۴۰)

□......ماہِ ذیقعدہ ۶۹۷ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن عبدالرحمٰن بن عبدالمنعم بن نعمہ نابلی حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۶۱)

□......ماہِ ذیقعدہ ۶۹۷ھ: میں حضرت ابوالفرج عبدالرحمٰن بن عبداللطیف بن محمد بن عبداللہ بن وریدہ بغدادی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی
(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۳۶۶)

□......ماہِ ذیقعدہ ۶۹۸ھ: میں حضرت ابوالقاسم عمر بن عبدالمنعم بن عمر بن عبداللہ بن غدیر طائی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۷۵)

□......ماہِ ذیقعدہ ۶۹۸ھ: میں حضرت ابوالمحاسن محمد بن ابی الحرم مکی بن ابوالمحاسن بن عبدالرحمٰن بن علی بن خرمی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۲۸۷)

□......ماہِ ذیقعدہ ۶۹۸ھ: میں ابوالمحاسن یوسف بن سلطان داؤد بن معظم عیسیٰ بن عادل ابوبکر بن ایوب بن شادی بن مروان کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۳۸۶)

□......ماہِ ذیقعدہ ۶۹۹ھ: میں حضرت ابوالحسن محمد بن عبدالغنی بن عبدالکافی بن عبدالوہاب بن محمد بن ابی الفضل رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۲۱۹)

علم کے مینار　　امام مالک رحمہ اللہ (دسویں وآخری قسط)　　مولانا غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام مالک رحمہ اللہ کی زندگی کے آخری ایام

امام مالک رحمہ اللہ اپنی زندگی کے آخری سالوں میں گوشہ نشین ہوگئے تھے، بہت کم اپنے حجرہ سے باہر تشریف لایا کرتے تھے، اس دوران آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہر شخص اپنا عذر کھول کر بیان نہیں کرسکتا، اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اپنے آخری ایام میں ایک دفعہ فرمایا کہ مجھے سلسل البول کا مرض ہوگیا ہے، اور میں اس حالت میں مسجدِ نبوی میں جانا نہیں چاہتا کہ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم میں فرق آئے، اور میں نہیں چاہتا کہ اپنی بیماری کا تذکرہ کرکے اللہ سے شکوہ وشکایت کروں۔ [1]

مگر اس سب کے باوجود خلق اللہ میں آپ کی مقبولیت و مرتبہ میں فرق نہیں آیا، بلکہ اس حالت میں بھی لوگ آپ سے جوق در جوق ملنے کے متمنی ہوا کرتے تھے۔

آپ 22 دن بیمار رہے، اور آپ کی وفات 14 ربیع الاوّل، 179ھ بروز اتوار کو صبح کے وقت ہوئی، انتقال سے قبل آپ نے تشہد پڑھا، اور آخری کلمات یہ کہے کہ:

لله الأمر من قبل ومن بعد [2]

آپ کے بیٹے یحییٰ اور آپ کے کاتب حبیب آپ پر پانی ڈالتے جارہے تھے، جبکہ ابنِ کنانہ اور ابنِ زبیر آپ کو غسل دے رہے تھے، اور آپ کی وصیت کے مطابق، آپ کو سفید کپڑے میں مدفون کیا گیا، اور ایک بڑی جماعت نے آپ کو قبر میں اُتارا، اور اس وقت کے امیر، امیرِ مدینہ عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم نے آپ کی نمازہ جنازہ پڑھائی، اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ [3]

امام مالک رحمہ اللہ کی وفات، عالمِ اسلام کے لئے ایک عظیم حادثہ تھا، چنانچہ آپ کی وفات کے بعد علمائے

---

[1] ولقد مرض الإمام مالک -رحمه الله -لاثنين وعشرين يوما. وتوفى صبيحة أربع عشرة يوم الأحد من شهر ربيع الأول سنة تسع وسبعين ومائة (الموطا للمالک، ج ۱، ص ۲۹، مقدمة المؤسسة لكتاب موطأ الإمام مالک)

[2] وقيل إنه تشهد ثم قال :لله الأمر من قبل ومن بعد (ترتيب المدارک، ج ۱، ص ۷۸)

[3] غسله ابن كنانة وابن أبى زنبر، وابنه يحيى وكاتبه حبيب يصبان عليه الماء ، ونزل فى قبره جماعة، وأوصى أن يكفن فى ثياب بيض، وأن يصلى عليه فى موضع الجنائز.

کرام نے تعزیتی کلمات، اور شعراء نے مرثیے کہے، اور بہت سے بزرگانِ دین نے آپ کے درجات کی بلندی کے خواب بھی دیکھے، آپ کی وفات کی خبر جہاں جہاں پہنچتی گئی، ہر طرف رنج وغم کی فضا پیدا ہوتی گئی، اور جب مسجدِ نبوی میں یہ خبر پھیلی، تو ہر طرف غم وسوگ کا منظر دیکھنے کو ملا۔

اسد بن خرات سے منقول ہے کہ ہم امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ کے حلقۂ درس میں شریک تھے، اس دوران ایک شخص نے آپ کو، امام مالک رحمہ اللہ کی وفات کی خبر دی، تو آپ نے فوراً ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا اور یہ الفاظ کہے کہ:

"مصیبة ما اعظمها، مات مالک بن انس، مات امیر المومنین فی الحدیث"

''کتنی بڑی آزمائش آ گئی، مالک بن انس وفات پا گئے، حدیث کے امیر المؤمنین وفات پا گئے''

اولاد وحفاد

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ کے دو بیٹے یحیٰ اور محمد، اور ایک بیٹی فاطمہ تھی، اور آپ کے ایک پوتے احمد بن یحیٰ بن مالک تھے۔ [1]

تصانیف

آپ کے زمانہ میں فقہ وحدیث کی تدوین کا کام شروع ہو گیا تھا، اس دوران کئی علماء وفقہاء نے کتابیں مدون کیں، جن میں آپ نمایاں مقام رکھتے ہیں، مگر ان سب میں ''کتاب الموطأ للمالک'' کو ایک خصوصی مقام حاصل ہے، اس کے علاوہ آپ کی اور بہت سی تصانیف ہیں، جن کو قاضی عیاض نے اپنی کتاب ''ترتیب المدارک'' میں کچھ اس طرح ذکر کیا ہے۔

(۱) ...... کتابُ المؤطّا (۲)...... رسالتۂ الی ابن وھب فی القدر (۳)...... کتاب النجوم و حساب مدار الزمان و منازل القمر (۴)...... رسالہ مالک فی الاقضیة (۵)...... رسالتۂ الی ابی غسان محمد بن مطرف فی الفتویٰ (۶)...... رسالتہ الی ھارون الرشد المشھورة فی الآداب و الموعظ (۷) ...... التفسیر لغریب القرآن (۸) ...... کتابُ السرّ (۹)...... رسالتۂ الی اللیث فی اجماع اھل المدینة (ترتیب المدارک)

---

[1] قال القاضی عیاض: کان لمالک ابنان یحیی ومحمد، وابنة اسمها فاطمة (الموطا للمالک، ج ۱، ص ۲۲، مقدمة المؤسسة لکتاب موطأ الإمام مالک)

تذکرۂ اولیاء　　حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (قسط19)　　مولانا محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات و حالات اور ہدایات و تعلیمات کا سلسلہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رحلت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے بعد خلافت کے لئے نام منتخب فرمادیا، تو اس کے بعد اُن کو تقویٰ اور پرہیز گاری اور دوسری اہم وصیتیں فرمائیں، جو حدیث کی مختلف کتابوں میں الفاظ کے تھوڑے بہت فرق کے ساتھ موجود ہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں حضرت زبید بن حارث سے مروی ہے کہ:

جب حضرت ابوبکر کی وفات کا وقت قریب آ گیا، تو انہوں نے حضرت عمر کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنے کے لئے بُلوایا، لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ہمارے اوپر سخت مزاج شخص کو خلیفہ مقرر کر رہے ہیں، آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے، جب اُن سے ملیں گے، تو حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ تم مجھے میرے رب سے ڈرا رہے ہو؟ میں اپنے رب سے کہوں گا کہ اے اللہ! میں آپ کی مخلوق پر اُن میں سب سے بہترین شخص کو خلیفہ بنا کر آیا ہوں۔

حضرت عمر آئے، تو حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ میں آپ کو کچھ وصیتیں کرتا ہوں، انہیں یاد رکھنا، یقین جانو کہ اللہ کا جو حق دن میں ہے، وہ اس کو رات میں قبول نہیں کرے گا، اور جو حق رات میں ہے، اُسے دن میں قبول نہیں کرے گا (یعنی ہر عمل اس کے وقت پر کرنا چاہئے) اور کسی نفل کو اس وقت تک قبول نہیں کرتا، جب تک کہ فرض ادا نہ کرلیا جائے، ترازو انہی لوگوں کی بھاری ہے، جن کی ترازو قیامت کے دن دنیا میں حق کی پیروی کرنے کی وجہ سے بھاری ہو، اس کے برعکس دنیا میں باطل کی پیروی کرنے والے لوگوں کی ترازو قیامت کے دن ہلکی ہوگی، بے شک اللہ نے اہلِ جنت کو ان کے اچھے اعمال کے ساتھ ذکر کیا ہے، کیونکہ ان کے جو برے اعمال تھے، اللہ نے ان سے درگزر فرمایا ہے، اور اہلِ دوزخ کو اُن کے بُرے اعمال کے ساتھ ذکر کیا ہے، اللہ نے رحمت اور عذاب کی آیتیں (ایک ساتھ) ذکر کی ہیں، تاکہ مؤمن کو اُمید بھی ہو، اور خوف بھی۔

لہٰذا اُسے اللہ سے ایسی ہی چیز کی امید کرنی چاہئے، جو اس کا حق ہے، اور (ناحق امید کرکے) اپنے آپ کو ہلاکت میں نہیں ڈالنا چاہئے۔

اے عمر! اگر آپ نے میری وصیت یاد رکھی، تو ایسا غائب جو آپ کو حاضر کی نسبت زیادہ محبوب ہو، موت کے علاوہ کوئی اور نہ ہوگا، اور آپ نے میری وصیت ضائع کردی، تو ایسا غائب جو آپ کو حاضر کی نسبت زیادہ مبغوض ہو، موت کے علاوہ کوئی اور نہ ہوگا، اور آپ موت کو عاجز نہیں کرسکتے (مصنف ابن ابی شیبہ، روایت نمبر ۳۸۲۱۱، ماجاء فی خلافۃ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلافت اور اُمورِ سلطنت سے فارغ ہونے کے بعد ذاتی اور خانگی معاملات کی طرف متوجہ ہوئے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے مرضِ وفات میں فرمایا کہ میرے مال میں خلیفہ ہونے کے بعد سے جو اضافہ ہوا ہے، وہ میرے بعد آنے والے خلیفہ کو بھجوادو، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب ہم نے دیکھا تو آپ کے مال میں ایک غلام تھا، جو بچوں کو کھلاتا تھا، اور ایک اونٹنی تھی جس پر پانی لایا جاتا تھا، ہم نے یہ چیزیں حضرت عمر کے پاس بھجوادیں، اس پر حضرت عمر رو پڑے، اور فرمایا کہ اللہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائیں، انہوں نے اپنے بعد والوں کو بہت مشکل میں چھوڑ دیا (مصنف ابن ابی شیبہ، روایت نمبر ۲۲۶۱۹، فی التجارۃ والرغبۃ فیہا)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مرض کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ انہوں نے جمادی الاخریٰ کی سات تاریخ کو پیر کے دن غسل کیا، اس دن زیادہ سردی تھی، اس کے بعد آپ کو بخار ہوگیا، جو پندرہ دن تک جاری رہا، آپ نماز کے لئے بھی تشریف نہ لے جاسکے، آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو جماعت کرانے کا حکم فرمایا، لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے آتے رہے، اور آپ کی طبیعت روز بروز بوجھل ہوتی رہی، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آپ کے پڑوس میں رہتے تھے، اس لئے حضرت عثمان کو سب سے زیادہ تیمارداری کا شرف حاصل ہوا، ۲۲/ جمادی الاخریٰ کو رات کے وقت آپ کا انتقال ہوا (کذا فی اسد الغابۃ، ج۲ص۱۵۱)

بعض روایات کے مطابق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وصیت تھی کہ انہیں غسل اُن کی اہلیہ حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا دیں۔

Idara Ghufran

چنانچہ وصیت کے مطابق حضرت ابوبکر کی اہلیہ حضرت اسماء نے انہیں غسل دیا۔[۱]

آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفنایا گیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے برابر تھی، قبر میں آپ کا سر مبارک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے مبارک کے برابر ہے، آپ کا جنازہ خلیفۂ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔[۲] (جاری ہے......)

---

[۱] (كذا في مصنف ابن ابي شبية، في المرأة تغسل زوجها ألها ذلك؟، والسنن الكبرىٰ للبيهقي، باب غسل المرأة زوجها)

(قوله وهي لا تمنع من ذلك) أي من تغسيل زوجها دخل بها أو لا كما في المعراج ومثله في البحر عن المجتبى. قلت :أي لأنها تلزمها عدة الوفاة، ولو لم يدخل بها، وفي البدائع :المرأة تغسل زوجها؛ لأن إباحة الغسل مستفادة بالنكاح، فتبقى ما بقي النكاح، والنكاح بعد الموت باق إلى أن تنقضي العدة بخلاف ما إذا ماتت فلا يغسلها لانتهاء ملك النكاح لعدم المحل فصار أجنبيا، وهذا إذا لم تثبت البينونة بينهما في حال حياة الزوج، فإن ثبتت بأن طلقها بائنا، أو ثلاثا ثم مات لا تغسله لارتفاع الملك بالإبانة إلخ (ردالمحتار، ج۲، ص۱۹۸، باب صلاة الجنازة)

اگرچہ بعض اہلِ علم نے حضرت اسماء کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غسل دینے کی روایات کو ضعیف قرار دیا ہے (کذا فی ارواء الغلیل، تحت رقم الروایۃ ۶۹۶)

مگر دیگر کئی اہلِ علم نے ان روایات سے عورت کے لئے اپنے فوت شُدہ شوہر کو غسل دینے کے جائز ہونے پر استدلال کیا ہے۔ واللہ اعلم

> 304 - أخبرنا مالك بن أنس، أخبرنا عبد الله بن أبي بكر، أن أسماء بنت عميس امرأة أبي بكر الصديق رضي الله عنه "غسلت أبا بكر حين توفي، فخرجت، فسألت من حضرها من المهاجرين، فقالت :إني صائمة، وإن هذا يوم شديد البرد فهل علي من غسل؟ قالوا :لا"، قال محمد :وبهذا نأخذ، لا بأس أن تغسل المرأة زوجها إذا توفي، ولا غسل على من غسل الميت ولا وضوء إلا أن يصيبه شيء من ذلك الماء فيغسله (موطاء مالك برواية محمد بن الحسن، رقم الحديث ۳۰۴، باب :المرأة تغسل زوجها)

(كذا في ارواء الغليل، تحت رقم الرواية ۶۹۶)

[۲] قال :أخبرنا محمد بن عمر قال :أخبرنا أبو بكر بن عبد الله بن أبي سبرة عن عمر بن عبد الله بن عروة أنه سمع عروة والقاسم بن محمد يقولان :أوصى أبو بكر عائشة أن يدفن إلى جنب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فلما توفي حفر له وجعل رأسه عند كتفي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وألصق اللحد بقبر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقبر هناك.قال :أخبرنا محمد بن عمر قال :حدثني ربيعة بن عثمان عن عامر بن عبد الله بن الزبير قال :رأس أبي بكر عند كتفي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ورأس عمر عند حقوي أبي بكر.قال :أخبرنا محمد بن عمر قال :حدثني أبو بكر بن عبد الله بن أبي سبرة عن عمرو بن أبي عمرو عن المطلب بن عبد الله بن حنطب قال :جعل قبر أبي بكر مثل قبر النبي -صلى الله عليه وسلم- مسطحا ورش عليه الماء (الطبقات الكبرىٰ، ج۳، ص۱۵۷)

پیارے بچو! حافظ محمد ریحان

جنات وشیاطین (قسط۲)

جنات کا دوسری شکلیں اپنانا......: پیارے بچو! جنات انسان اور جانوروں کی شکل وصورت اختیار کر سکتے ہیں۔سانپ، بچھو، اونٹ، گائے، بکری، گھوڑا، خچر، گدھا، پرندوں کی شکل وصورت، انسانوں کی شکل و صورت ہر ایک کی شکل میں اپنے آپ کو ڈھال سکتے ہیں۔جب قریش غزوہ بدر کی لڑائی اور جنگ کے لئے نکل رہے تھے تب شیطان ان کے پاس سراقہ بن مالک کی شکل وصورت میں آیا اور کہنے لگا: آج کے دن تم پر کوئی غالب نہ آئے گا اور میں تمہارے ساتھ ہوں، مگر جب شیطان نے فرشتوں کے گروہ اترتے دیکھے تو الٹے پاؤں بھاگا اور کہنے لگا کہ میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے بے شک میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔
اسی طرح جب قریش پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مشورہ کر رہے تھے کہ نعوذ باللہ آپ کو قتل کریں یا آپ کو قید کریں یا آپ کو جلاوطن کردیں تب بھی شیطان ان کے پاس نجد کی کسی مشہور شخصیت کی شکل وصورت میں آیا اور یہ کہنے لگا کہ نہ تم اس کو جلاوطن کرو اس لئے کہ یہ باہر اپنی فوج تیار کر کے تم پر چڑھائی کردے گا اور نہ ہی قید کرو بلکہ تم اس کو (العیاذ باللہ) قتل کردو۔

ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینے میں جنوں کا ایک گروہ اسلام لے آیا ہے۔تم میں سے جو کوئی بھی ان کی آبادکاری دیکھے تو انہیں تین مرتبہ جانے کو کہے، اس کے باوجود اگر وہ نہ جائیں تو انہیں قتل کردے، اس وجہ سے کہ وہ شیطان ہیں(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٦ ص ٩١، مادة "جن")

اکثر جنات کتوں کی شکل وصورت میں ہوتے ہیں اور وہ اس وقت اپنی طاقت میں کمزور ہوتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بصرہ کے منبر پر تشریف فرما تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ بعض کمزور جن کتوں کی شکل میں ہوتے ہیں جب کبھی کوئی کتا کسی کھانے میں منہ مارے تو کھانے کا مالک اس کتے کو وہ کھانا کھلا دے یا اس کے لئے رکھ دے۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سیاہ کتا کتوں کا شیطان ہوتا ہے، اور جن اکثر سیاہ کتے کی شکل اپنا لیتے ہیں(آكام المرجان في أحكام الجان ، لبدرالدين الشبلي، ص ٤٦،الباب السابع في بيان أن بعض الكلاب من الجن، سيرة ابنِ هشام، ج ا ص ٤٨١، هجرة الرسول صلى الله عليه وسلم)

بزمِ خواتین مولانا طلحہ مدثر

خواتین جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے (قسط 9)

قرآن مجید میں سورہ احزاب کے اندر اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کا ذکر فرمایا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا جس میں تمام ازواج مطہرات کو خطاب ہے اس مقام کے علاوہ ازواج مطہرات میں سے بعض کا الگ سے بھی قرآن مجید میں ذکر ہے چنانچہ سورہ احزاب میں ہی اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا بھی ذکر فرمایا ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبی علیہ السلام کی پھوپھی زاد بہن تھیں انکی والدہ کا نام امیمہ بنت عبد المطلب تھا اور والد کا نام رباب تھا، انکا نکاح نبی علیہ السلام نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کرنے کا ارادہ فرمایا اور اس سلسلے میں انکو پیغام بھجوایا تھا سورہ احزاب میں مذکور واقعہ ان دونوں حضرات سے متعلق ہے لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے حضرت زید رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف ذکر کر دیا جائے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ نسلا عربی تھے انکو کسی نے دھوکہ سے اپنا غلام بنالیا تھا اور سوق عکاظ (یہ ایک بازار کا نام ہے جو مکہ کے قریب لگایا جاتا تھا) میں لاکر بیچ دیا تھا حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے انکو خرید کر اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کو دیدیا تھا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے انکو نبی علیہ السلام کی خدمت میں دیدیا تھا (یہ واقعہ نبی علیہ السلام کے اعلان نبوت سے پہلے کا ہے) حضرت زید رضی اللہ عنہ چونکہ اس وقت کم عمر بچے تھے انکو نبی علیہ السلام نے آزاد کر کے اپنا متبنیٰ (لے پالک) بنالیا تھا اور خود ہی انکی پرورش فرمائی تھی یہاں تک کہ سارے لوگوں نے آپ کو زید بن حارثہ کے بجائے زید بن محمد کہنا شروع کر دیا تھا یہاں تک کہ سورہ احزاب کی درج ذیل آیات نازل ہوئیں:

مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ اللَّائِي تُظَاهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهَاتِكُمْ وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ذَلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ . ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (سورة الاحزاب،

رقم الآیات ۴،۵)

ترجمہ: اللہ نے کسی بھی شخص کے سینے میں دو دل پیدا نہیں کئے، اور تم اپنی جن بیویوں کو ماں سے تشبیہ دیتے ہو ان کو تمہاری ماں نہیں بنایا، اور نہ تمھارے منہ بولے بیٹوں کو تمھارا حقیقی بیٹا قرار دیا ہے یہ تو باتیں ہیں تمھارے منہ کی، اور اللہ صرف حق بات کہتا ہے اور اللہ ہی صرف صحیح راستہ دکھاتا ہے، تم ان (منہ بولے بیٹوں) کو انکے باپوں کے نام سے پکارو، یہی طریقہ اللہ کے نزدیک پورے انصاف کا ہے اور اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں، تو وہ تمہارے دینی بھائی اور تمہارے دوست ہیں اور تم سے جو غلطی ہوگئی اس کی وجہ سے تم پر کوئی گناہ نہیں، البتہ جو بات تم اپنے دلوں سے جان بوجھ کر کرو (اس پر گناہ ہے) بے شک اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے (ترجمہ ختم)

اسکے بعد حضرت زید کو زید بن حارثہ کہا جانے لگا نبی علیہ السلام کو ان سے بہت محبت تھی اور یہ ان مسلمانوں میں سے ہیں جو سب سے پہلے نبی علیہ السلام پر ایمان لائے تھے، بہرحال نبی علیہ السلام نے انکے نکاح کا پیغام حضرت زینب کو دیدیا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ پر چونکہ ایک طرح کا عیب تھا کہ وہ نبی علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام تھے اس لیے حضرت زینب اور انکے بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے اس رشتہ سے انکار کر دیا کہ زید ہمارے کفو (یعنی برابری) کے نہیں ہیں اس پر قرآن مجید کی یہ آیات نازل ہوئیں

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا (سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ ۳۶)

ترجمہ: اور جب اللہ اور اسکا رسول کسی بات کا حتمی فیصلہ کردیں تو نہ کسی مومن مرد کے لیے گنجائش ہے اور نہ کسی مومن عورت کے لیے، کہ ان کو اپنے معاملے میں کوئی اختیار باقی رہے اور جس کسی نے اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کی، وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔ (ترجمہ ختم)

اسلام میں اگرچہ نکاح کرتے وقت خاندان اور مالی اعتبار سے برابری کا حکم ہے لیکن اگر کوئی خارجی چیز فضیلت والی موجود ہو تو پھر ایسی برابری کو نظر انداز کیا جاسکتا خاص طور پر جب وہ فضیلت دین کے اعتبار سے ہو جیسے مذکورہ صورت میں نبی علیہ السلام کا خود سے نکاح کا پیغام بھیجنا (گویا اپنی خواہش کا ایک طرح سے اظہار تھا) اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کا تقویٰ کے لحاظ سے بلند مرتبہ ہونا، لہٰذا مذکورہ آیات میں ان

حضرات کو تنبیہ کی گئی، ان آیات کے بعد حضرت زینب اور انکے بھائی نے نکاح پر رضامندی کا اظہار کردیا اور دونوں کا نکاح ہوگیا لیکن طبعی طور پر دونوں میں قلبی موافقت نہیں ہوسکی جسکی وجہ سے حضرت زید نبی علیہ السلام سے حضرت زینب کے بارے میں اطاعت میں کوتاہی کی شکایت کیا کرتے تھے اور نبی علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ اس بات کی خبر ہوگئی تھی کہ ان دونوں کا رشتہ زیادہ عرصہ نہیں چلے گا اور حضرت زید حضرت زینب کو طلاق دیدیں گے اور آپ ان سے نکاح فرمائیں گے لیکن یہ خبر حکم کے درجہ کی نہیں تھی۔

حضرت زید اور حضرت زینب کے درمیان قلبی ناموافقت اس درجہ تک پہنچ گئی تھی کہ حضرت زید نے انکو طلاق دینے کا ارادہ فرمالیا اور اسی بارے میں مشورہ کرنے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، نبی علیہ السلام کو اگرچہ وحی کے ذریعہ علم ہو چکا تھا کہ حضرت زید طلاق دیدیں گے لیکن نبی علیہ السلام نے انکو طلاق نہ دینے کا مشورہ دیا کیونکہ جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہوتا ہے اور اسکو صحیح مشورہ دینا چاہئے اگرچہ اسکو علم ہو کہ میرے مشورے پر عمل نہیں کیا جائے گا دوسرا نبی علیہ السلام کو مذکورہ خبر حتمی حکم کے درجے میں نہیں دی گئی تھی تیسرا نبی علیہ السلام کو طبعی طور پر کچھ خوف بھی تھا کہ اگر حضرت زید زینب کو طلاق دیدیں گے اور میں ان سے نکاح کروں گا تو جاہل لوگ طعن وتشنیع کریں گے، لہٰذا نبی علیہ السلام نے اس بات کو مخفی رکھا اس پر قرآن مجید کی درج ذیل آیات نازل ہوئیں:

وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِى أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا .مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا. الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا (سورة الاحزاب، رقم الآيات ٣٧ الیٰ ٣٩)

ترجمہ: اور اے پیغمبر یاد کرو جب تم اس شخص سے جس پر اللہ نے بھی احسان کیا تھا، اور تم نے بھی احسان کیا تھا، یہ کہہ رہے تھے کہ ''اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں رہنے دو، اور اللہ سے ڈرو'' اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ کھول دینے والا تھا اور تم لوگوں

سے ڈرتے تھے، حالانکہ اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو، پھر جب زید نے اس سے اپنی حاجت پوری کر لی تو ہم نے اس سے تمہارا نکاح کرا دیا، تاکہ مسلمانوں کے لئے انکے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں (سے نکاح کرنے) میں اس وقت کوئی تنگی نہ رہے جب انہوں نے ان (بیویوں) سے حاجت پوری کر لی ہو، اور اللہ کے حکم پر عمل ہو کر رہنا تھا ﴿۳۷﴾ نبی کے لئے اس کام میں حرج کی کوئی بات نہیں جو اللہ نے اس کے لئے طے کر دیا ہو، یہی اللہ کی وہ سنت ہے جس پر ان (انبیاء) کے معاملے میں عمل ہوتا آیا ہے جو پہلے گذر چکے ہیں اور اللہ کا فیصلہ نپا تلا مقدر ہے ﴿۳۸﴾ (پیغمبر) وہ لوگ جو اللہ کے بھیجے ہوئے احکام (لوگوں) کو پہنچاتے ہیں اور اسی سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور کافی ہے حساب لینے کے لئے ﴿۳۹﴾ (ترجمہ ختم)

مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو اس بات کی تلقین فرمائی ہے کی آپ لوگوں کے طعن وتشنیع سے نہ ڈریں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ہے جس سے ڈرا جائے، اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی اعلان فرمایا کہ آپ کا نکاح ہم نے زینب سے کر دیا ہے اور روایات میں آتا ہے کہ حضرت زینب باقی ازواج مطہرات کے سامنے اس بات کو فخر کے طور پر بیان فرماتی تھیں کہ تمھارے نکاح تو تمہارے والدین اور رشتہ داروں نے کیے ہیں جبکہ میرا نکاح خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اس نکاح میں اللہ تعالیٰ کی بہت سی حکمتیں تھیں جس میں سے ایک یہ تھی کہ عرب کے رسم ورواج کے مطابق جو لے پالک اولاد کو حقیقی اولاد کا درجہ دیا جاتا تھا اور انکے ساتھ ہر طرح سے حقیقی اولاد جیسا سلوک کیا جاتا تھا اسکا خاتمہ کیا جائے اور خود نبی علیہ السلام کے گھر سے اس رسم کے توڑنے کا آغاز کیا جائے تاکہ لوگوں کے سامنے ایک عملی نمونہ آجائے اور اس رسم کے خاتمے میں کسی کو اعتراض کا موقعہ نہ ملے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کا نام لیا ہے یہ صرف حضرت زید کی ہی فضیلت ہے کہ انکا قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ نام مذکور ہے باقی کسی بڑے سے بڑے صحابی یا صحابیہ کا نام صریح طور پر قرآن مجید میں نہیں آیا۔

جب حضرت زینب رضی اللہ عنہ سے بحکم الٰہی نبی علیہ السلام کا نکاح ہو گیا تو نبی علیہ السلام نے ولیمے کے لئے اپنے اصحاب کو مدعو کیا جن میں سے کچھ حضرات کھانا تیار ہونے سے پہلے آگئے اور کچھ حضرات کھانا

کھانے کے کافی دیر بعد تک بیٹھے رہے جس سے نبی علیہ السلام کو تکلیف اور ایذاء پہنچی لیکن نبی علیہ السلام نے انکوحیاء کی وجہ سے کچھ نہیں فرمایا اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے درج ذیل آیات نازل فرمائیں:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا (سورة الاحزاب، رقم الآية ۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو، الا یہ کہ تمھیں کھانے پر آنے کی اجازت دیدی جائے، وہ بھی اس طرح کہ تم اس کھانے کی تیاری کے انتظار میں نہ بیٹھے رہو، لیکن جب تمھیں دعوت دی جائے تو جاؤ، پھر جب کھانا کھا چکو تو اپنی اپنی راہ لو، اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھو، بیشک اس بات سے نبی کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ تم سے (کہتے ہوئے) شرماتے ہیں، اور اللہ حق بات میں کسی سے نہیں شرماتا، اور جب تمہیں نبی کی بیویوں سے کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ طریقہ تمہارے دلوں کے لئے اور انکے دلوں کے لئے بھی زیادہ پاک رکھنے کا ذریعہ ہے، اور تمھارے لئے جائز نہیں ہے کہ تم نبی کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد انکی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو، بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سنگین بات ہے ﴿۵۳﴾ (ترجمہ ختم)

(جاری ہے......)

بدشگونی، بُری فال اور کاہن (نجومی) کے پاس جانے کی مذمت

اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ ، أَوْ تُطُيِّرَ لَهُ أَوْ تَكَهَّنَ ، أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ أَوْ سَحَرَ ، أَوْ سُحِرَ لَهُ وَمَنْ عَقَدَ عُقْدَةً أَوْ قَالَ :مَنْ عَقَدَ عُقْدَةً وَمَنْ أَتٰى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ (مسند البزار، حديث نمبر ۳۵۷۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو خود بُری فال (بدشگونی) لے یا جس کے لئے بُری فال لی جائے، یا جو خود کہانت کرائے یا جس کے لئے کہانت کرائی جائے، یا جو خود جادو کرے یا جس کے لئے جادو کیا جائے، اور جو گرہ باندھے، یا فرمایا جو گرہ باندھے (یعنی کفریہ وفسقیہ کلمات پڑھ کر تعویز گنڈہ کرے) اور جو شخص کاہن کے پاس آئے اور اس کی باتوں کی تصدیق کرے، تو اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ چیز (قرآن وشریعت) کا (ایک طرح سے) انکار کیا (ترجمہ ختم)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلام میں بدشگونی وبدفالی کا کوئی وجود نہیں، اور ماہِ صفر کے متعلق بدفالی وبدشگونی کا عقیدہ رکھنا زمانۂ جاہلیت سے تعلق رکھتا ہے، جس کی اسلام نے نفی فرمادی ہے۔

Idara Ghufran

بنی آدم کی نیک بختی اور بدبختی

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ سَعَادَۃِ ابْنِ آدَمَ ثَلَاثَۃٌ، وَمِنْ شِقْوَۃِ ابْنِ آدَمَ ثَلَاثَۃٌ، مِنْ سَعَادَۃِ اِبْنِ آدَمَ :اَلْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ، وَالْمَسْکَنُ الصَّالِحُ، وَالْمَرْکَبُ الصَّالِحُ، وَمِنْ شِقْوَۃِ اِبْنِ آدَمَ :اَلْمَرْأَۃُ السُّوْءُ، وَالْمَسْکَنُ السُّوْءُ، وَالْمَرْکَبُ السُّوْءُ(مسند أحمد، حدیث نمبر ۱۴۴۵)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں بنی آدم کی نیک بختی (وخوش قسمتی) سے تعلق رکھتی ہیں، اور تین چیزیں بنی آدم کی بدبختی سے تعلق رکھتی ہیں، بنی آدم کی نیک بختی میں سے نیک (اچھی سیرت وصورت والی) عورت، اور اچھا (وسیع، ہوا دار اور اچھے پڑوسیوں پر مشتمل) گھر، اور نیک (شریف وآرام دہ) سواری کا ہونا ہے۔

اور بنی آدم کی بدبختی میں سے بُری عورت، بُرے گھر اور بُری سواری کا ہونا ہے(ترجمہ ختم)

علمِ نجوم اور ستاروں کی حیثیت

اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے موقع پر ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور آسمان پر رات کی بارش کے اثرات تھے، پس جب نبی ﷺ نماز پڑھ کر لوٹے، تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ آپ کے رب نے کیا فرمایا؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کے رب نے یہ فرمایا کہ میرے بندوں میں سے بعضوں نے ایمان کی حالت میں اور بعضوں نے کفر کی حالت میں صبح کی ہے ۔پس جس نے یہ کہا اور یہ عقیدہ رکھا کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہم پر بارش نازل ہوئی ہے یہ تو میرے (یعنی اللہ کے) اوپر ایمان لانے والا اور ستاروں (کے مؤثر ہونے) کا انکار کرنے والا ہے اور جس نے یہ کہا یا یہ عقیدہ رکھا کہ ہمارے اوپر فلاں اور فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نازل ہوئی تو وہ میرے (یعنی اللہ کے) ساتھ کفر کرنے والا اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے۔

(بخاری، حدیث نمبر ۸۰۱)

رزق میں گناہ کی نحوست سے بے برکتی اور نیک عمل سے برکت کا ہونا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

جِبْرِيلُ نَفَثَ فِيْ رَوْعِيْ أَنَّهُ لاَ تَمُوْتُ نَفْسٌ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا ، وَإِنْ أَبْطَأَ عَلَيْهَا ، فَاتَّقُوْا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ ، وَلاَ يَحْمِلَنَّكُمْ اسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ أَنْ تَأْخُذُوْهُ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ لاَ يُنَالُ مَا عِنْدَهُ إِلَّا بِطَاعَتِهِ (مسند البزار، رقم الحديث ۲۹۱۴)

ترجمہ: حضرت جبریل نے میرے دل میں وحی ڈالی کہ کوئی جاندار اس وقت تک فوت نہیں ہوگا، جب تک اپنا رزق مکمل حاصل نہ کرلے، اگرچہ اس کو حاصل کرنے کی کتنی ہی جستجو کیوں نہ کرلے، پس تم اللہ سے ڈرو اور تم (رزق کو) طلب کرنے میں اچھے (حلال وجائز) طریقے سے کام لو، اور تمہیں ہرگز رزق کو حاصل کرنے کی کوشش اس چیز پر نہ ابھارے کہ تم رزق کو اللہ کی نافرمانی کرکے حاصل کرو، کیونکہ جو چیز اللہ کے پاس ہے، وہ اللہ کی فرمانبرداری سے ہی حاصل ہوسکتی ہے (بزار)

اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کی نحوست سے رزق میں بے برکتی اور نیک عمل سے رزق میں برکت پیدا ہوتی ہے۔

Idara Ghufran

آپ کے دینی مسائل کاحل ادارہ

جہیز کاحکم

آج کل جہیز کا مسئلہ معاشرہ میں سنگین صورتِ حاصل اختیار کر چکا ہے، اس کے شرعی حکم کے بارے میں مفتی محمد رضوان صاحب نے ایک تفصیلی مضمون تحریر فرمایا ہے، جو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے (ادارہ......)

''جہیز'' ہمارے عرف اور ہمارے یہاں کی بول چال میں اس چیز یا سامان کو کہا جاتا ہے، جو دلہن اپنے ساتھ شوہر کے یہاں لے کر آتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی قولی حدیث میں دلہن کی رخصتی کے وقت اس کے ساتھ جہیز ارسال کرنے کا حکم نہیں ملتا، اس کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد نکاح فرمائے، لیکن کسی ایک نکاح میں بھی بیوی کی طرف سے جہیز حاصل ہونے یا اس کا مطالبہ کرنے کا معتبر سند کے ساتھ ذکر نہیں پایا جاتا۔

البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رخصتی کے وقت جہیز میں چند ضروری اشیاء دینے کا ذکر پایا جاتا ہے، لیکن دوسری طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں، یہ چیزیں موجود نہیں تھیں، لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حالت کے پیشِ نظر چند ضروری استعمال کی چیزیں جہیز میں دی تھیں، جس سے ضرورت کے وقت رسم ورواج، نمود ونمائش اور اسراف سے بچتے ہوئے ضروری اشیاء جہیز میں فراہم کرنے کا جواز ملتا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ جو چیز جس درجہ میں ثابت ہو، اس کو اسی درجہ پر رکھنا ضروری ہوتا ہے، اور اس کو اس کے درجہ سے بڑھانا اور اس میں اپنی طرف سے لوازمات اور بے اعتدالیاں پیدا کرنا جائز نہیں ہوتا۔

اب اس کی کچھ تفصیل ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ فِیْ خَمِيْلٍ، وَقِرْبَةٍ، وَوِسَادَةِ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفُ الْإِذْخِرِ (مسند الإمام أحمد) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جہیز میں اونی چادر، ایک پانی

[1] قال شعیب الارنوؤط: إسناده قوی (حاشیة مسند احمد)

کا مشکیزہ (یعنی صراحی یا جگ) اور چمڑے کا تکیہ دیا تھا، جس میں اذخر نامی گھاس بھری ہوئی تھی (مسنداحمد)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا زَوَّجَهُ فَاطِمَةَ بَعَثَ مَعَهُ بِخَمِيْلَةٍ وَوِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، وَرَحَيَيْنِ وَسِقَاءٍ وَجَرَّتَيْنِ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ٨١٩) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو جہیز میں اونی چادر اور چمڑے کا تکیہ دیا تھا، جس میں اذخر نامی گھاس بھری ہوئی تھی، نیز دو چکیاں، مشکیزہ اور دو مٹی کے مٹکے بھی دیئے تھے (مسنداحمد)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت اس طرح مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتٰى عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ، وَهُمَا فِي خَمِيْلٍ لَهُمَا، وَالْخَمِيْلُ: اَلْقَطِيْفَةُ الْبَيْضَاءُ مِنَ الصُّوْفِ، قَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَهَّزَهُمَا بِهَا، وَوِسَادَةٍ مَحْشُوَّةٍ إِذْخِرًا، وَقِرْبَةٍ (سنن ابن ماجه) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے پاس آئے، اور وہ دونوں اس وقت اپنی خمیل میں تھے، اور خمیل سے مراد اُون کی سفید چادر ہے، جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن دونوں کو جہیز میں دی تھی، اور ایک اِذخر نامی گھاس (Camel grass) سے بھرا ہوا تکیہ دیا تھا، اور ایک پانی کا مشکیزہ دیا تھا (ابنِ ماجہ)

حضرت اسماء بنتِ عمیس سے روایت ہے کہ:

لَمَّا أُهْدِيَتْ فَاطِمَةُ إِلٰى عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ لَمْ نَجِدْ فِيْ بَيْتِهٖ إِلَّا رَمْلًا مَبْسُوْطًا وَوِسَادَةً حَشْوُهَا، وَجَرَّةً وَّكُوْزًا (المعجم الكبير للطبراني) [3]

---

[1] قال شعيب الارنوؤط: إسناده قوى (حاشية مسند احمد)

[2] رقم الحديث ٤١٥٢، كتاب الزهد، باب ضجاع آل محمد صلى الله عليه وسلم.
قال شعيب الارنوؤط: إسناده قوى (حاشية سنن ابن ماجه)

[3] رقم الحديث ٣٦٥، ٢٤، ص ١٣٧.
قال الهيثمي: رواه كله الطبراني، ورجال الرواية الأولى رجال الصحيح. (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٥٢١٧)

ترجمہ: جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف رخصتی کی گئی، تو ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں سوائے ایک بچھے ہوئے بستر کے اور ایک (گھاس سے) بھرے ہوئے تکیہ کے، اور ایک (مٹی کے) مٹکے اور ایک پیالے کے اور کچھ نہیں پایا (طبرانی)

ملحوظ رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نکاح میں مستند طریقوں پر جہیز حاصل کرنے یا اس کے مطالبہ کا ذکر نہیں ملتا۔

البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چونکہ زرہ کے علاوہ اور کوئی سامان نہ تھا، یہاں تک کہ مہر کا انتظام بھی زرہ کے علاوہ کسی اور چیز سے کرنے کا انتظام نہ تھا، اور ولیمہ کرنے کا بھی انتظام نہ تھا، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت کی وجہ سے جہیز میں یہ چیزیں فراہم کیں۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَرَدْتُ أَنْ أَخْطُبَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْنَتَهُ، فَقُلْتُ: مَا لِيْ مِنْ شَيْءٍ فَكَيْفَ؟ ثُمَّ ذَكَرْتُ صِلَتَهُ وَعَائِدَتَهُ، فَخَطَبْتُهَا إِلَيْهِ، فَقَالَ: هَلْ لَكَ مِنْ شَيْءٍ؟ قُلْتُ: لَا قَالَ: فَأَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ الَّتِيْ أَعْطَيْتُكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: هِيَ عِنْدِيْ، قَالَ: فَأَعْطِنِيْهَا، قَالَ: فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهُ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ٦٠٣) [1]

ترجمہ: جب میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے لیے نکاح کا پیغام بھیجنے کا ارادہ کیا، تو میں نے دل میں سوچا کہ میرے پاس تو کچھ ہے نہیں، پھر یہ کیسے ہوگا؟ پھر مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی اور شفقت یاد آئی، چنانچہ میں نے (ہمت کر کے) نکاح کا پیغام بھیج دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ ہے بھی؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری وہ حطمیہ کی زرہ کہاں ہے جو میں نے تمہیں فلاں دن دی تھی؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ وہ تو میرے پاس ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر وہی (فاطمہ کے مہر میں) دے دو، چنانچہ میں نے وہ زرہ لا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: حسن لغيره (حاشية مسند احمد)

کو دے دی (مسند احمد)

بہر حال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حالت کے پیشِ نظر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت کی وجہ سے سادہ اور بہت ضروری اشیاء جہیز میں بطور تبرع کے دے دیں، مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان چیزوں کا بھی مطالبہ نہ تھا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہیز میں جو ضروری چیزیں دیں، وہ بھی گنی چُنی تھیں، جن میں پانی کا مشکیزہ، اور گھاس وغیرہ سے بھرا ہوا تکیہ، اور مٹی کے ایک دو گھڑے اور چکی اور اُونی چادر شامل تھے، جس سے معلوم ہوا کہ نام ونمود اور رسم ورواج کے بغیر جہیز میں استعمال کرنے کا ضروری سامان دینا فی نفسہ جائز ہے، لیکن آج کل جہیز کو اور جہیز میں بھی بہت ساری بلکہ غیر ضروری اور غیر استعمالی اشیاء کو ضروری سمجھا جاتا ہے، اور شوہر کے یہاں اس طرح کی چیزوں یا پیسوں کا انتظام ہوتے ہوئے بھی جہیز دینا اور لینا ضروری بلکہ فرض سمجھا جاتا ہے، اور اگر جہیز کا بآسانی انتظام نہ ہو، تو قرض وغیرہ لے کر یا ناجائز طریقہ پر (مثلاً رشوت خوری، چوری، ڈکیتی بلکہ قتل وغارت گری کے طور پر) مال حاصل کر کے اس کا انتظام کیا جاتا ہے، اور اس کے بغیر نکاح اور رخصتی کو موقوف رکھا جاتا ہے، یا پھر دولہا والوں کی طرف سے عورت یا اس کے اہلِ خانہ سے جہیز دینے کا مطالبہ کیا جاتا ہے، اور جس جگہ سے جہیز ملنے کی امید نہ ہو، وہاں نکاح نہیں کیا جاتا، بلکہ اگر نکاح کے بعد جہیز نہ ملنے کا اندیشہ ہو، تو منگنی ورشتہ توڑ دیا جاتا ہے، اور بعض اوقات تو نکاح ہی ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، اور جو لوگ لڑکی کو جہیز دینے کی استطاعت وحیثیت نہیں رکھتے یا تو ان سے نکاح ہی نہیں کیا جاتا اور یا پھر ان کے لئے مالدار اور صاحبِ حیثیت لوگ زکاۃ وصدقات وغیرہ کے ذریعہ عظیم ثواب سمجھتے ہوئے جہیز کا انتظام کرتے اور ایک طرح سے اس رسم کو جاری رکھنے میں تعاون کرتے ہیں، اور اس رسم کو ضروری اور لازمی سمجھنے کے خلاف جدوجہد نہیں کرتے، اور نہ ہی مال ودولت والے لوگ غریب لڑکیوں اور عورتوں سے نکاح کر کے اپنے مال ودولت سے غریب خواتین کو مستفید کر کے اصل تعاون کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں، جس کی کہ آج کل ضرورت ہے۔

اور بھی جہیز کی خاطر مختلف بے اعتدالیاں کی جاتی ہیں، جن کا شرعاً حکم تو کیا ہوتا، اجازت بھی نہیں ہے۔

اور جیسا کہ عرض کیا گیا کہ لڑکی یا اس کے گھر والوں کے ذمہ جہیز کا انتظام کرنا ضروری نہیں، جہاں تک بیوی کی ضروریات کا تعلق ہے، تو نکاح ورخصتی کے بعد شرعاً بیوی کی ضروریات اور نان ونفقہ کا انتظام خود

شوہر کے ذمہ واجب ہوتا ہے۔

چنانچہ ”الموسوعۃ الفقہیۃ“ میں ہے کہ:

ذَهَبَ جُمْهُوْرُ الْفُقَهَاءِ إِلٰى أَنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَى الْمَرْأَةِ أَنْ تَتَجَهَّزَ بِمَهْرِهَا أَوْ بِشَيْءٍ مِنْهُ، وَعَلَى الزَّوْجِ أَنْ يُعِدَّ لَهَا الْمَنْزِل بِكُل مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ لِيَكُوْنَ سَكَنًا شَرْعِيًّا لَائِقًا بِهِمَا،وَإِذَا تَجَهَّزَتْ بِنَفْسِهَا أَوْ جَهَّزَهَا ذَوُوْهَا فَالْجِهَازُ مِلْكٌ لَهَا خَاصٌّ بِهَا(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٦، ص١٦٦، مادة ” جهاز “)

ترجمہ: جمہور فقہائے کرام کے نزدیک عورت پر اپنے مہر کے ذریعہ یا مہر کے کچھ حصہ کے ذریعہ جہیز تیار کرنا واجب نہیں، اور شوہر پر واجب ہے کہ وہ بیوی کے لئے خود اپنے پاس سے رہائش کا انتظام کرے، ان تمام چیزوں کے ساتھ جن کی بیوی کو ضرورت ہوتی ہے، اور یہ انتظام دونوں (یعنی میاں بیوی) کی شان کے لائق ہونا چاہئے، تاکہ شرعی رہائش کا حکم پورا ہوجائے، اور جب عورت خود سے (رسم ورواج کے بغیر) جہیز تیار کرے، یا اس کے اہلِ خانہ تیار کریں، تو یہ جہیز خاص عورت کی ملکیت ہوتا ہے (شوہر یا اس کے اہلِ خانہ کی ملکیت نہیں ہوتا) (موسوعہ)

اور مذکورہ کتاب میں ہی ایک مقام پر ہے کہ:

يَجِبُ لِلزَّوْجَةِ عَلٰى زَوْجِهَا كُلُّ مَا تَقُوْمُ بِهِ حَيَاةُ الْإِنْسَانِ:مِنْ نَفَقَةٍ، وَكِسْوَةٍ، وَسَائِرِ مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ الْإِنْسَانُ فِيْ حَيَاتِهِ مِنَ الْمَتَاعِ: كَالْفِرَاشِ، وَالْغِطَاءِ، وَسَائِرِ الْأَدَوَاتِ الَّتِيْ تَحْتَاجُ إِلَيْهَا: كَآلَةِ الطَّحْنِ، وَالطَّبْخِ كَالْقِدْرِ، وَآنِيَةِ الشُّرْبِ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا لَا يَسْتَغْنِيْ عَنْهُ الْإِنْسَانُ، وَهُوَ مَا عَبَّرَ عَنْهُ الْمَالِكِيَّةُ بِالشُّوْرَةِ،وَهٰذَا مَحَل اِتِّفَاقٍ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ.

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى:وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ.

وَالْآيَةُ فِي الرِّزْقِ وَالْكِسْوَةِ، وَيُقَاسُ عَلَيْهِمَا مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ مِنَ الْمَتَاعِ

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٦، ص٢٨٦، مادة ” شورة “)

ترجمہ: شوہر کے ذمہ بیوی کی وہ تمام ضروریات واجب ہیں، جن سے انسان کی زندگی قائم

رہتی ہے، خرچہ اور لباس اور وہ تمام اشیاء جن سے انسان کو زندگی میں حاجت ہوتی ہے، جیسا کہ بستر اور اوڑھنے کے کپڑے اور وہ تمام آلات جن کی حاجت ہوتی ہے، جیسا کہ (غلہ وغیرہ) پیسنے کی چکی (اور مشین) اور پکانے کے آلات جیسا کہ ہانڈی اور پینے کے برتن، اور اس کے علاوہ وہ تمام چیزیں، جن سے انسان مستغنی نہیں ہوتا، اور مالکی فقہاء نے اس کو ''شورۃ'' کا نام دیا ہے، اور یہ بات فقہائے کرام کے درمیان متفق علیہ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''جس کا بچہ پیدا ہوا ہو (یعنی والد) اس کے ذمہ عورتوں کا کھانا اور پہننا ہے، قاعدہ کے مطابق'' یہ آیت کھانے اور لباس کے بارے میں ہے، جس پر ضرورت کے سامان کا قیاس کیا جائے گا (موسوعہ)

معلوم ہوا کہ بیوی کی ضروریات کا انتظام شوہر کے ذمہ واجب ہے، اور بیوی یا اس کے گھر والوں کے ذمہ جہیز دینا واجب نہیں، خواہ شوہر مہر کیوں نہ ادا کر چکا ہو، اور مہر بھی بیوی کا حق ہے، یہی راجح اور صحیح ہے۔[1]

---

[1] تجهيز العروس :مذهب الشافعي :عدم إجبار المرأة على الجهاز، وهو المفهوم من نصوص الحنابلة، فلا تجبر هي ولا غيرها على التجهيز، فقد جاء في منتهى الإرادات :وتملك زوجة بعقد جميع المسمى، ولها نماء معين كدار والتصرف فيه .أما الحنفية :فقد نقل الحصكفي عن الزاهدي في القنية :أنه لو زفت الزوجة إلى الزوج بلا جهاز يليق به فله مطالبة الأب بالنقد .وزاد في البحر عن المنتقى :إلا إذا سكت طويلا فلا خصومة له .لكن في النهر عن البزازية :الصحيح أنه لا يرجع على الأب بشيء ؛ لأن المال في النكاح غير مقصود.ومفهوم هذا أن الأب هو الذي يجهز، لكن هذا إذا كان هو الذي قبض المهر، فإن كانت الزوجة هي التي قبضته فهي التي تطالب به على القول بوجوب الجهاز، وهو بحسب العرف والعادة.

وقال المالكية :إذا قبضت الحال من صداقها قبل بناء الزوج بها فإنه يلزمها أن تتجهز به على العادة من حضر أو بدو، حتى لو كان العرف شراء دار لزمها ذلك، ولا يلزمها أن تتجهز بأزيد منه .ومثل حال الصداق ما إذا عجل لها المؤجل وكان نقدا .وإن تأخر القبض عن البناء لم يلزمها التجهيز سواء أكان حالا أم حل، إلا لشرط أو عرف .(أي فإنه يلزمها التجهيز للشرط أو العرف (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٠، ص١٧١، مادة " تجهيز ")

و زفت إليه بلا جهاز يليق به فله مطالبة الأب بالنقد قنية، زاد في البحر عن المبتغى إلا إذا سكت طويلا فلا خصومة له، ولكن في النهر عن البزازية :الصحيح أنه لا يرجع على الأب بشيء لأن المال في النكاح غير مقصود(الدر المختار مع ردالمحتار، ج٣ص١٥٨،كتاب النكاح، باب المهر)

(سئل) في المرأة إذا زفت إلى زوجها بجهاز قليل لا يليق بالمهر الذي دفعه ويريد الزوج مطالبة الأب بالمهر فهل ليس له ذلك؟

(الجواب) : نعم ليس له ذلك لو زفت إليه بلا جهاز يليق به فله مطالبة الأب بالنقد قنية زاد في البحر عن

بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

﴿پھر اگر کوئی عورت خوشدلی کے ساتھ رسم ورواج کے بغیر کچھ سامان اپنے ساتھ لائے، یا اپنے مہر سے کوئی چیز خریدے، تو وہ خالص عورت کی ملکیت ہے، اس عورت کی اجازت کے بغیر اس میں شوہر یا شوہر کے اہلِ خانہ کو تصرف کرنا، بلکہ اس کی خوشدلی والی اجازت کے بغیر یا عورت پر دباؤ ڈال کر استعمال کرنا بھی جائز نہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

المبتغى إلا إذا سكت طويلا لكن فى النهر عن البزازية الصحيح أنه لا يرجع على الأب بشىء لأن المال فى النكاح غير مقصود علاء الدين على التنوير أواخر باب المهر.

(أقول) فما فى فتاوى الشيخ إسماعيل من أن الأب يجبر على أن يجهزها بما يليق بالمهر المبعوث إليها وعزاه إلى البحر والصيرفية مبنى على خلاف الصحيح نعم للبنت مطالبة أبيها بما بقى معه من المهر فاضلا عما جهزها به(العقود الدرية فى تنقيح الفتاوى الحامدية، لابنِ عابدين، ج ا ص۲۸، كتاب النكاح، باب المهر)

[1] انتفاع الزوج بشورة زوجته:قال جمهور الفقهاء :ليس للزوج الانتفاع بما تملكه الزوجة من متاع كالفراش، والأوانى، وغيرها بغير رضاها، سواء ملكها إياه هو، أم ملكته من طريق آخر، وسواء قبضت الصداق، أم لم تقبضه . ولها حق التصرف فيما تملكه بما أحبت من الصدقة، والهبة، والمعاوضة، ما لم يعد ذلك عليها بضرر.

وقال المالكية :إن قبضت الزوجة صداقها فللزوج التمتع بشورتها فيلبس من الثياب ما يجوز له لبسه، وله النوم على فراشها، والانتفاع بسائر الأدوات التى تملكها، ولو بغير رضاها .سواء تمتع بالشورة معها أو وحده وتمتعه بشورتها حق له، فله منعها من التصرف بها بما يزيل الملك، كالمعاوضة، والهبة والصدقة؛ لأن ذلك من شأنه أن يفوت عليه حق التمتع بها.

أما إذا لم تقبض صداقها وإنما تجهزت من مالها فليس له عليها إلا الحجر عن التصرف بما يزيل الملك، فله أن يمنعها من بيعها، وهبتها، والتصدق بها، والتبرع بأكثر من الثلث (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲٦، ص۲۸٦، مادة " شورة ")

الجهاز ومتاع البيت:المهر حق خالص للزوجة تتصرف فيه كيف تشاء فليس عليها إعداد البيت حيث لا يوجد نص من مصادر الشريعة يوجب على الزوجة أن تجهز بيت الزوجية كما أنه لا يوجد ما يدل على أن الجهاز واجب على أبيها وليس لأحد أن يجبرها على ذلك فإذا قامت بالجهاز وما يلزم من أثاث وأدوات فهى متبرعة.

وإعداد البيت واجب على الزوج فهو الذى يجب عليه أن يقوم بكل ما يلزم لإعداد مسكن الزوجية من فرش ومتاع وأدوات منزلية وغير ذلك مما يحتاج إليه البيت لأن ذلك من النفقة الواجبة عليه للزوجة.وقال الشافعية والحنابلة :الصداق كله ملك للمرأة ولا يبقى للرجل فيه شىء.

وقال الحنفية :إذا زاد الزوج فى المهر على مهر المثل -ويقصد من وراء ذلك أن تقوم الزوجة بإعداد الجهاز -دون أن يفصل الزيادة عن المهر فليس عليها مع هذا تجهيز نفسها بقليل أو كثير لأن المهر حق خالص للزوجة تعظيما لشأنها لا فى مقابل ما تزف به إليه من جهاز.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ آج کل جہیز کے نام سے بیوی کے ذمہ بہت سی اشیاء فراہم کرنے کو جو ضروری سمجھا جاتا ہے، اور اس میں بہت زیادہ غلو اور تکلف سے کام لیا جاتا ہے، یہ شرعاً جائز نہیں۔

اور کسی چیز کے فی نفسہٖ جائز ہونے سے اس کا ضروری ولازم ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا، اور نہ ہی اس کو رسم کا درجہ دینا جائز ہوتا ہے، اور نہ ہی نمود ونمائش کا ذریعہ بنالینا جائز ہوتا ہے۔

اور عجیب بات یہ ہے کہ جو چیز سونے چاندی اور مال ودولت اور ہر قسم کے جہیز کے ساز وسامان سے افضل ہے، اس کے حاصل کرنے کی فکر واہتمام تو ہوتا نہیں، اور اس کے بجائے جہیز کی شکل میں مال ودولت اور ساز وسامان حاصل کرنے کی فکر ہوتی ہے، اور وہ چیز زبان کا ذاکر اور دل کا شاکر اور نیک صالح عورت کا ہونا ہے، جو شوہر کے آخرت والے کاموں میں مدد کرے۔

چنانچہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا أُنْزِلَتْ ”اَلَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ، وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ“ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهٖ فَقَالَ : بَعْضُ أَصْحَابِهٖ قَدْ نَزَلَ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ مَا نَزَلَ، فَلَوْ أَنَّا عَلِمْنَا أَيُّ الْمَالِ خَيْرٌ اتَّخَذْنَاهُ فَقَالَ : أَفْضَلُهٗ لِسَانًا ذَاكِرًا، وَقَلْبًا شَاكِرًا، وَزَوْجَةً مُّؤْمِنَةً تُعِيْنُهٗ عَلٰى إِيْمَانِهٖ (مسند احمد) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ أما إذا دفع لزوجته مالا فوق مهرها نظير إعداد الجهاز فتكون الزوجة ملزمة بالجهاز فى حدود ما دفعه زيادة على المهر وإن لم تقم بالجهاز كان له الحق فى استرداد ما أعطى وإذا سكت الزوج بعد الزفاف عن المطالبة مدة تدل على رضاه فيسقط حقه ولا يرجع عليها بشىء .

أما المالكية فيرون أن المهر ليس حقا خالصا للزوجة ولهذا لا يجوز لها أن تنفق منه على نفسها ولا تقضى منه دينا عليها وإن كان للمحتاجة أن تنفق منه وتكتسى بالشىء القليل بالمعروف وأن تقضى منه الدين القليل كالدينار إذا كان المهر كثيرا لأن عليها أن تتجهز بما جرت به العادة فى جهاز مثلها لمثله بما قبضته من المهر قبل الدخول إن كان حالا ولا يلزمها أن تتجهز بأزيد منه فإن دخل بها قبل القبض فلا يلزمها التجهيز إلا إذا كان هناك شرط أو عرف فيتبع .وعلى هذا فللزوج أن ينتفع بجهاز زوجته ما دام الانتفاع فى حدود المتعارف عليه بين الناس (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٣٩، ص٢٠٦، مادة ”مهر“)

[1] رقم الحديث ٢٢٣٩٢، سنن الترمذى، رقم الحديث ٣٠٩٤.

قال شعيب الارنؤوط: حسن لغيره (حاشية مسند احمد)

قال الترمذى: هذا حديث حسن سألت محمد بن إسماعيل، فقلت له : سالم بن أبى الجعد سمع من ثوبان؟ فقال : لا، فقلت له : ممن سمع من أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم؟ فقال : سمع من جابر بن عبد الله وأنس بن مالك، وذكر غير واحد من أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم.

ترجمہ: جب سورہ توبہ کی یہ آیت نازل ہوئی (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہ ’’جولوگ سونے اور چاندی کو جمع کر کے رکھتے ہیں، اور اُن کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے‘‘ (تو اُن کو درد ناک عذاب کی خوشخبری سُنا دیجئے) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے، تو آپ کے بعض صحابہ نے عرض کیا کہ سونے، چاندی کے بارے میں تو یہ حکم نازل ہو چکا ہے، تو اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ بہترین مال کون سا ہے؟ تو ہم اُسے لے لیں، تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زبان کا ذاکر اور دل کا شاکر اور بیوی کا مؤ منہ (یعنی ایمان والی) ہونا جو مرد کے ایمان پر مددگار ثابت ہو، یہ (سونے چاندی وغیرہ سے) افضل مال ہے (مسند احمد)

اور ایک حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لِسَانًا ذَاكِرًا، وَقَلْبًا شَاكِرًا، وَزَوْجَةً تُعِيْنُ عَلَى الْآخِرَةِ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٣١٠١) [1]

ترجمہ: تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زبان کا ذاکر اور دل کا شاکر اور بیوی کا مومنہ (یعنی ایمان والی) ہونا جو (مرد کے لئے) آخرت کے کاموں پر مددگار ثابت ہو (یہ سونے چاندی سے افضل مال ہے) (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ (مسلم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا تھوڑا سامان ہے، اور دنیا کا بہترین سامان نیک صالح عورت ہے (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ دنیا کا جو بھی سامان ہے، وہ بہت تھوڑا ہے، اور اس کا نفع وفائدہ جلدی زائل اور ختم ہونے والی چیز ہے، لیکن نیک صالح عورت دنیا کا ایسا بہترین مال ہے کہ جس کا نفع اور فائدہ دنیا میں بھی حاصل

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
حسن لغيره (حاشية مسند احمد)

[2] رقم الحديث ١٤٦٧ ”٦٤“ كتاب الرضاع، باب خير متاع الدنيا المرأة الصالحة.

ہوتا ہے،اور آخرت میں بھی۔ [1]

پس جہیز حاصل کرنے سے زیادہ نیک صالح عورت کو نکاح کے لئے منتخب کرنا چاہئے،اور جب نیک صالح اور بااخلاق عورت میسر آجائے،تو اس کو سب سے بہترین مال سمجھنا چاہئے،اور اس پر نیز جو کچھ بھی اللہ نے عطاء فرمایا،خواہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو،اس پر بھی دل سے اللہ کا شکر کرنا چاہئے،اور جہیز کا ذکر اور اس کا مطالبہ کرنے کے بجائے زبان سے اللہ کا ذکر وتسبیح کرنی چاہئے۔

البتہ رسم ورواج کے بغیر خود سے لڑکی اپنے ساتھ کوئی ضرورت کا ساز وسامان لے آئے،تو یہ فی نفسہٖ جائز، مگر عورت کی ملکیت ہے،لیکن اسی کے ساتھ نکاح ورخصتی کے بعد بیوی کی رہائش اور خوراک سمیت پہننے کا لباس اور دوسری تمام ضروریات شوہر کے ذمہ ہیں۔لہٰذا جہیز کو ضروری ولازمی سمجھنے کی رسم،جو آج معاشرہ کے لئے ایک عذاب یاوبال بن چکی ہے،اس کی اصلاح کے لئے تمام مسلمانوں کو سچے جذبے کے ساتھ مسلسل جدوجہد کرنی چاہئے،اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔آمین۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان 29/ذوالقعدۃ/1436ھ 14/ستمبر/2015ء بروز پیر

ادارہ غفران،راولپنڈی،پاکستان

---

[1] (وعن عبد الله بن عمرو) بالواو (قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-الدنيا كلها متا ع) أى :تمتع قليل نفع زائل عن قريب .قال تعالى :(قل متا ع الدنيا قليل)وقال عليه الصلاة والسلام لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة ما سقى الكافر منها شربة ماء ."(وخير متا ع الدنيا) أى :خير ما يتمتع به فى الدنيا (المرأة الصالحة) لأنها معينة على أمور الآخرة، ولذا فسر على -رضى الله عنه -قوله تعالى : (ربنا آتنا فى الدنيا حسنة)بالمرأة الصالحة (وفى الآخرة حسنة)بالحور العين (وقنا عذاب النار)بالمرأة السليطة .قال الطيبى -رحمه الله :-وقيد الصالحة إيذان بأنها شر لو لم يكن على هذه الصفة(مرقاة المفاتيح، ج۵ص ۲۰۴۳، كتاب النكاح)

کیا آپ جانتے ہیں؟ ادارہ

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

نکاح کے موقع پر چھوارے بکھیرنے کی روایات

بعض روایات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح کے موقع پر چھوارے بکھیرنے کا ذکر آیا ہے، مگر وہ روایات سند کے لحاظ سے کمزور اور بعض نہایت کمزور ہیں، اس لئے اس عمل کو سنت نہ سمجھنا چاہئے۔

جبکہ بہت سے حضرات اس عمل کو سنت قرار دیتے ہیں، اور اس پر بہت زیادہ زور دیتے ہیں۔

ذیل میں یہ روایات اور ان کی اسناد کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

أخبرنا أبو القاسم الحسين بن الحسن بن محمد الأسدى أنا أبو القاسم بن أبى العلاء قال قرء على أبى نصر أحمد بن المظفر بن الطوسى حدثكم عبد الله بن حيان بن عبد العزيز الموصلى نا إبراهيم بن عبد العزيز نا عبد العزيز بن حيان نا سليمان بن شعيب المصرى نا عبد الله بن لهيعة حدثنى أبو الزبير عن جابر بن عبد الله قال دخلت أم أيمن على النبى (صلى الله عليه وسلم) وهى تبكى فقال لها ما يبكيک لا ابکى الله عينيک قالت بكيت يا رسول الله لأنى دخلت منزل رجل من الأنصار قد زوج ابنته رجلا من الأنصار فنثر على رأسها اللوز والسكر فذكرت تزويجک فاطمة من على بن أبى طالب ولم ينثر عليها شيئا فقال النبى (صلى الله عليه وسلم) لا تبكنى يا أم أيمن فوالذى يعثنى بالكرامة واستخصنى بالرسالة ما أنا زوجته ولكن الله زوجه ما رضيت حتى رضى على وما رضيت فاطمة حتى رضى الله رب العالمين يا أم أيمن إن الله لما أن زوج فاطمة من على أمر الملائكة المقربين أن يحدقوا بالعرش فيهم جبريل وميكائيل وإسرافيل وأمر الجنان أن تزخرف فتزخرفت وأمر الحور العين أن يتزين فتزين وكان الخاطب الله وكان الملائكة الشهود ثم أمر شجرة طوبى أن تنثر فنثرت عليهم اللؤلؤ الرطب مع الدر الأبيض مع الياقوت الأحمر مع الزبرجد الأخضر فابتدر حور

العين من الجنان يرفلن فى الحى والحلل يلتقطنه ويقلن هذا من نثار فاطمة بنت محمد فهن يتهادينه بينهن إلى يوم القيامة. (تاريخ دمشق،لابن عساكر،ج۴۲ص۱۲۶ ۱۲۷،على بن أبى طالب واسمه عبد مناف بن عبد المطلب)

سليمان بن شعيب بن الليث بن سعد المصرى.روى، عَنِ ابن لَهِيعَة.قال ابن يونس :روى مناكير .وقال العقيلى :حديثه غير محفوظ (لسان الميزان،للعسقلانى،ج۴،ص۱۵۹،تحت رقم الترجمة ۳۶۲۶)

أخبرنا أبو القاسم بن السمرقندى أنا عاصم بن الحسن بن محمد أنا عبد الواحد بن محمد أنا أحمد بن محمد بن سعيد نا محمد بن أحمد بن الحسن نا موسى بن إبراهيم المروزى نا موسى بن جعفر عن أبيه عن جده عن جابر بن عبد الله قال لما زوج رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فاطمة من على أتاه الناس من قريش فقالوا إنك زوجت عليا بمهر خسيس فقال ما أنا زوجت عليا ولكن الله زوجه ليلة أسرى بى عند سدرة المنتهى أوحى الله إلى السدرة أن انثرى ما عليك فنثرت الدر والجوهر والمرجان فابتدر الحور العين فالتقطن فهن يتهادينه ويتفاخرن ويقلن هذا من نثار فاطمة بنت محمد عليهما السلام فلما كانت ليلة الزفاف أتى النبى (صلى الل عليه وسلم) ببغلته الشهباء وثنى عليها قطيفة وقال لفاطمة اركبى وأمر سليمان أن يقودها والنبى (صلى الله عليه وسلم) يسوقها فبينا هو فى بعض الطريق إذ سمع النبى (صلى الله عليه وسلم) وجبة فإذا بجبريل فى سبعين ألفا وميكائيل فى سبعين ألفا فقال النبى (صلى الله عليه وسلم) ما أهبكم إلى الأرض قالوا جئنا نزف فاطمة إلى زوجها على بن أبى طالب فكبر جبريل وكبر ميكائيل وكبرت الملائكة وكبر محمد (صلى الله عليه وسلم)فرفع التكبير على العرائس من تلك الليلة (تاريخ دمشق،لابن عساكر،ج۴۲ص۱۲۷،على بن أبى طالب واسمه عبد مناف بن عبد المطلب)

موسى بن إبراهيم المروزى.عن :ابن لهيعة، وأبى جعفر الرازى، وإبراهيم بن سعد .وعنه :أبو القاسم البغوى، وهو من قدماء شيوخه، سمع منه سنة تسع وعشرين ومائتين.قال الدارقطنى، وغيره :متروك.وقال ابن معين : كذاب(تاريخ الإسلام، للذهبى، ج۵،ص۷۰۴، رقم الترجمة ۴۳۸، تحت ترجمة موسىٰ بن ابراهيم

المروزی)

ابن لهيعة -وهو عبد الله بن لهيعة بن عقبة-، حدثنا أبو الزبير عن جابر بن عبد الله قال :دخلت أم أيمن على النبى صلى الله عليه وسلم وهى تبكى !فقال لها النبى صلى الله عليه وسلم:(ما يبكيک لا أبکى الله عينيک؟) قالت :بكيت يا رسول الله لأنى دخلت منزل رجل من الأنصار وقد زوج ابنته رجلاً من الأنصار فنثر على رء وسهم لوزاً وسكراً، فذكرت تزويجک فاطمة من على ولم تنثر عليها شيئاً !فقال النبى صلى الله عليه وسلم :(لا تبكى يا أم أيمن فوالذى بعثنى بالكرامة واستخصنى بالرسالة ما أنا زوجته ولكن الله تبارک وتعالى زوجه من فوق عرشه، وما رضيت حتى رضى على، وما رضى على حتى رضيت، وما رضيت حتى رضيت فاطمة، وما رضيت فاطمة حتى رضى الله رب العالمين، يا أم أيمن لما زوج الله تبارک وتعالى فاطمة من على أمر الملائكة المقربين أن يحدقوا بالعرش وفيهم جبرائيل، وميكائيل، وإسرافيل، فأحدقوا بالعرش، وأمر الحور العين أن يتزين، وأمر الجنان أن تزخرف، فكان الخاطب الله تبارک وتعالى والشهود الملائكة، ثم أمر الله شجرة طوبى أن تنثر عليهم فنثرت اللؤلؤ الرطب مع الدر الأخضر، مع الياقوت الأحمر، مع الدر الأبيض، فتبادرت الحور العين يلتقطن من الحلى والحلل ويقلن :هذا من نثار فاطمة بنت محمد عليهما السلام) أخبرنا أبو طالب محمد بن أحمد بن عثمان، أخبرنا أبو عبد الله محمد بن زيد بن مروان سنة اثنتين وسبعين وثلاثمائة، حدثنا محمد بن على بن شاذان، حدثنا الحسن بن محمد بن عبد الواحد، حدثنا زيد بن الحباب قال :حدثنا ابن لهيعة، حدثنا أبو الزبير عن جابر مثله (مناقب أمير المؤمنين على بن أبى طالب رضى الله عنه،لعلى بن محمد بن محمد بن الطيب بن أبى يعلى بن الجلابى، أبو الحسن الواسطى المالكى، المعروف بابن المغازلى،رقم الحديث ٣٩٣،تزويج فاطمة بعلى عليه السلام)

وفيه ابن لهيعة وهو ضعيف كثير الخطإ، يقال احترقت كتبه فعول على حفظه وكان سيء الحفظ (أحكام القرآن،للجصاص،ج ١،ص ٣٢٣،سورة البقرة،باب العمرة هى فرض أم تطوع)

وأخرج أيضًا :عن عاصم بن سليمان، عن هشام، عن أبيه، عن عائشة " :كان

النبی -علیه السلام -إذا زوَّج أو تزوج نثر تمرًا."

قلت :کلاهما ضعیف؛ قال الذهبی :الحسن بن عمرو بن سیف هالک، وعاصم ابن سلیمان کذبوه .والله أعلم (نخب الأفکار فی تنقیح مبانی الأخبار فی شرح معانی الآثار،لبدرالدین العینی ، ج ۱۰ ص ۴۹۵،کتاب النکاح، باب :انتهاب ما ینثر علی القوم مما یفعله الناس فی النکاح)

(کان إذا زوج أو تزوج نثر تمرا) . موضوع.أخرجه البیهقی فی "السنن(۷/۲۸۷ - ۲۸۸) "عن عاصم بن سلیمان :أخبرنا هشام بن عروة، عن أمه، عن عائشة رضی الله عنها مرفوعا .وقال البیهقی":عاصم بن سلیمان؛ بصری رماه عمرو بن علی بالکذب، ونسبه إلی وضع الحدیث."

وقال الساجی وابن عدی":یضع الحدیث ."وقال الطیالسی":کذاب."

وروی البیهقی أیضا من طریق الحسن بن عمرو :أخبرنا القاسم بن عطیة، عن منصور بن صفیة، عن أمه، عن عائشة رضی الله عنها":أن رسول الله -صلی الله علیه وسلم -تزوج بعض نسائه فنثر علیه التمر ."وقال":الحسن بن عمرو - وهو ابن سیف العبدی -؛ بصری عنده غرائب."

قلت :بل هو شر من ذلک؛ فقد کذبه ابن المدینی، وقال البخاری":کذاب ." وقال الرازی ":متروک."وهذا هو الذی اعتمده الحافظ؛ أنه متروک(سلسلة الأحادیث الضعیفة والموضوعة، تحت رقم الحدیث ۴۱۹۸)

حدیث معاذ رفعه "إنّما نهیتکم عن نهب العساکر فأما العرسات فلا "قال الحافظ :حدیث ضعیف فی سنده ضعف وانقطاع.

ضعیف.روی من حدیث معاذ بن جبل ومن حدیث أنس.

فأما حدیث معاذ فله عنه طریقان :الأول :یرویه ثور بن یزید عن خالد بن مَعدان عن معاذ بن جبل قال :شهد رسول الله -صلی الله علیه وسلم -أملاک رجل من أصحابه، فقال له "علی الخیر والألفة، والطائر المیمون، والسعة فی الرزق، بارک الله لکم، دففوا علی رأسه "فجیء بدف، فضرب به، فأقبلت الأطباق وعلیها فاکهة وسکر، فنثر علیه، فکفّ الناس أیدیهم، فقال رسول الله -صلی الله علیه وسلم " -ما لکم لا تنتهبون؟ "قالوا :یا رسول الله أولم تنه عن النهبة؟

قال "إنّما نهيتكم عن نهبة العساكر، فأما العرسات فلا "قال :فجاذبهم وجابوه.
أخرجه جعفر الخلدى فى "الفوائد(٣٧)"والطبرانى فى "الكبير(٢٠/٩٧-٩٨) ""وفى "مسند الشاميين(٢١٦)"واللفظ له وأبو نعيم فى "الحلية(٥/٢١٥) "و(٦/٩٦)وفى "الصحابة (٢١٧٤) " والبيهقى (٧/٢٨٨) وابن الجوزى فى "الموضوعات(٢/٢٦٥-٢٦٦)"من طريق عصمة بن سليمان الخزاز ثنا حازم مولى بنى هاشم عن لمازة بن المغيرة عن ثور بن يزيد به.وليس فى إسناد البيهقى "حازم مولى بنى هاشم "قال أبو نعيم :غريب من حديث خالد، تفرد به عنه ثور "وقال فى الموضع الثانى :غريب من حديث ثور لم نكتبه إلا من حديث حازم عن لمازة "وقال البيهقى :فى إسناده مجاهيل وانقطاع "وقال ابن الجوزى :حازم ولمازة مجهولان"
وقال الحافظ :سنده ضعيف "الفتح(١١/١٢٩)وقال الهيثمى :رواه الطبرانى فى "الكبير "وفى إسناده حازم مولى بنى هاشم عن لمازة ولم أجد من ترجمهما، ولمازة هذا يروى عن ثور بن يزيد متأخر وليس هو ابن زياد ذاك يروى عن على بن أبى طالب ونحوه، وبقية رجاله ثقات "المجمع(٤/٢٩٠)وقال الذهبى فى "الميزان "فى ترجمة بشر بن إبراهيم :حازم مولى بنى هاشم مجهول.
وقال الحافظ فى "اللسان :"لا يعرف.ولم ينفرد به بل تابعه عون بن عمارة ثنا لمازة بن المغيرة عن ثور بن يزيد عن خالد بن معدان عن معاذ قال : فذكره.أخرجه الطحاوى فى "شرح المعانى(٣/٥٠) "عن عبد العزيز بن معاوية العتابى ثنا عون بن عمارة به.قال البيهقى فى "المعرفة(١٠/٢٧٣)"هذا حديث رواه عون بن عمارة وعصمة بن سليمان عن لمازة وكلاهما لا يحتج بحديثه، ولمازة بن المغيرة مجهول، وخالد بن معدان عن معاذ منقطع"
الثانى :يرويه مكحول عن عروة بن الزبير عن عائشة قالت :حدثنى معاذ بن جبل أنّه شهد املاک رجل من الأنصار مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم -، فخطب رسول الله -صلى الله عليه وسلم -، وأنكح الأنصارى، وقال "على الألفة والخير والطير الميمون، دففوا على رأس صاحبكم "فدففوا على رأسه،

وأقبلت السلال فيها الفاكهة والسكر فنثر عليهم، فأمسک القوم فلم ينتهبوا، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " -ما أزين الحِلم، ألا تنتهبون؟ "فقالوا: يا رسول الله، إنّک نهيتنا عن النهبة يوم كذا وكذا .فقال "إنّما نهيتكم عن نهبة العساكر، ولم أنهكم عن نهبة الولائم "قال معاذ :فوالله لقد رأيت رسول الله - صلى الله عليه وسلم -يحبذنا ونحبذه إلى ذلک النهب .أخرجه العقيلى (١/١٣٢) والطبرانى فى "الأوسط(١١٨)"واللفظ له وابن الجوزى فى "الموضوعات(٢/٢٦٥)"من طريق بشر بن إبراهيم الأنصارى عن الأوزاعى عن مكحول به.

قال الطبرانى :لم يروه عن الأوزاعى إلا بشر "وقال ابن الجوزى :هذا حديث لا يصح وبشر بن إبراهيم قال ابن عدى وابن حبان :يضع الحديث، وقال العقيلى : روى عن الأوزاعى أحاديث موضوعة لا يتابع عليها"وقال الذهبى فى "الميزان :" قلت :هكذا فليكن الكذب"

وقال الهيثمى :وفى إسناد "الأوسط "بشر بن إبراهيم وهو وضاع " المجمع(٢٩٠/٤)قلت :رواه الزهرى عن عروة عن عائشة قالت :خطب فتى من الأنصار على عهد النبى -صلى الله عليه وسلم -، فدخل عليهم النبى -صلى الله عليه وسلم -، فقال "على الخير والطائر الميمون، دففوا على صاحبكم" فأقبلت الأطباق والسكر، فأخذها رسول الله -صلى الله عليه وسلم -فانتهبها فأمسک القوم، فقال "ما لكم لا تنتهبون؟ "قالوا :يا رسول الله، أولم تنهنا عن النهبة؟ قال "إنما نهيتكم عن نهبة العساكر، لم أنهكم عن نهبة العرسان "فرأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم -يأخذ ويأخذون.أخرجه الخطيب فى "المتفق والمفترق(٩٨٠) "عن أبى القاسم الأزهرى أنا أحمد بن إبراهيم بن الحسن ثنا أحمد بن عيسى بن السكين البلدى ثنى أبو محمد عبيد الله بن موسى الخوزى ثنا محمد بن كثير عن أخيه سليمان بن كثير عن الزهرى به.وسليمان بن كثير هو العبدى لا بأس به إلا أنّ النسائى وغيره تكلموا فى روايته عن الزهرى.

وأما حديث أنس فأخرجه أبو نعيم فى "الحلية(٦/٣٤٠ - ٣٤١) "من طريق

صـالـح بـن زياد السوسى ثنا أحمد بن يعقوب ثنا خالد بن إسماعيل الأنصارى ثنا مـالک بن أنس عن حميد عن أنس أنّ رسول الله -صلى الله عليه وسلم -شهد املاک رجل أو امرأة من الأنصار فقال "أين شاهدكم؟ "قالوا :يا رسول الله وما شـاهدنا؟ قال "الدف "فـأتوا به، قال "اضـربوا على رأس صاحبكم "ثم جاء وا بأطباقهم فنثروها فهاب القوم أنْ يتناولوا، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " -مـا أزين الحِلم، ما لكم لا تتناولوا؟ "قالوا :يـا رسول الله، ألم تنه عن النهبة؟ قال "نهيتكم عن النهبة فى العساكر، فأما فى هذا وأشباهه فلا ."وقال :غريب من حديث مالک وحميد لم نكتبه إلا من حديث صالح بن زياد "ومن طريقه أخرجه ابن الجوزى فى "الموضوعات(٢/٢٦٦)"

وقال :خـالد بن إسماعيل قال ابن عدى :يـضـع الحديث على ثقات المسلمين، وقـال ابن حبان :لا يـجـوز الاحتجاج به بحال "(أنِيـسُ السَّـارى فـى تـخريج وَتحقيق الأحـاديـث التى ذكرها الحَافظ ابن حَجر العسقلانى فى فَتح البَارى،لنبيل بن منصور بن يعقوب بن سلطان البصارة،حرف الهمزة، تحت رقم الحديث ١٤٢٤)

جہاں تک اس سلسلہ میں فقہائے کرام کی آراء کا تعلق ہے، تو بعض حضرات نے نکاح کے موقعہ پر چھوارے وغیرہ بکھیر دینے کے عمل کو جائز قرار دیا ہے، بشرطیکہ رزق کی بے ادبی اور ضیاع لازم نہ آئے اور اس میں کسی اور طرح کی بے اعتدالی کا ارتکاب نہ کیا جائے، جبکہ بعض حضرات نے بہرحال اس عمل کو دوسرے دلائل کے پیشِ نظر مکروہ قرار دیا ہے۔ [1]

---

[1] ذهـب الحنفية والشافعية -فى الأصح -وبـعـض الـمالكية وفى رواية عن أحمد إلى جواز نثر الدراهم والسكر وغيرهما فى عقد النكاح وغيره وإباحة التقاطه .

وذهـب مالک والحنابلة فى المذهب وهو مقابل الأصح عند الشافعية إلى كراهية النثار والتقاطه ، واحتجوا بـقـول النبى صلى الله عليه وسلم " :الـنهبة لا تـحل ، وقوله صلى الله عليه وسلم " :من انتهب نهبة فليس منا(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ٤٠،ص ٧٢،مادة " نثار ")

الـنثـار مـكروه فى العرس وغيره، روى ذلک عن أبى مسعود البدرى وعكرمة وابن سيرين وعطاء وعبد الله بـن يـزيـد الـخطمى وطلحة وزبيد اليامى، وبه قال مالک والشافعى وأحمد لما روى أن النبى صلى الله عليه وسلم نهى عن النهبى والمثلة . ولأن فيـه نهبـا وتزاحما وقتالا، وربما أخذه من يكره صاحب النثار .لحرصه وشرهه ودناء ة نفسه، ويحرمه من يحب صاحبه لمروء ته وصيانة نفسه وعرضه .والغالب هذا، فإن أهل الـمـروء ات يـصـونـون أنـفسهم عن مزاحمة سفلة الناس على شيء من الطعام أو غيره، ولأن فى هذا دناء ة، والله يحب معالى الأمور ويكره سفسافها.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان 29/ذوالقعدة/1436ھ　14/ستمبر/2015ء بروز پیر

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾وروى عن أحمد رواية ثانية :أنـه ليـس بـمكروه، اختارها أبو بكر، وهو قول الحسن وقتـادة والـنخعي وأبى حنيفة وأبى عبيد وابن المنذر، لما روى عبد الله بن قرط قال :قـرب إلى رسول الله صـلـى الـلـه عليه وسلم خمس بدنات أو ست، فطفقن يزدلفن إليه، بأيتهن يبدأ، فنحرها رسول الله صلى الله عـليه وسلم وقال كلمة لم أسمعها، فسألت من قرب منه، فقال :قال :من شاء اقتطع وهذا جار مجرى النثار، وقـد روى أن الـنبـى صـلـى الـلـه عليه وسلم دعى إلى وليمة رجل من الأنصار ثم أتوا بنهب فأنهب عليه .قال الراوى :ونـظـرت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يزاحم الناس أو نحو ذلک، قلت :يا رسول الله أوما نهيتنا عن النهبة؟ قال " :نهيتكم عن نهبة العساكر ولأنـه نوع إباحة فأشبه إباحة الطعام للضيفان(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٦، ص١٢٦، مادة "أكل")

لا بـأس بـنثـر السـكـر والدراهم فى الضيافة وعقد النكاح كذا فى السراجية وإذا نثر السكر فحضر رجل لم يـكـن حـاضرا وقت النثر قبل أن ينتهب المنثور وأراد أن يأخذ منه شيئا هل له ذلک اختلف المشايخ فيه قال بـعـضهـم له أن يأخذه وقال الفقيه أبو جعفر -رحـمـه الله تعالى -ليـس لـه ذلک كذا فى الخلاصة(الفتاوى الهندية، ج٥، ص٣٤٥، كتاب الكراهية، الباب الثالث عشر فى النهبة ونثر الدراهم والسكر وما رمى به صاحبه)

(قـولـه لا بـأس بلبس الثوب الأحمر) وقـد روى ذلک عـن الإمـام كـمـا فى الملتقط اهـ ط (قوله ومفاده أن الـكـراهة تـنزيهية) لأن كـلـمة لا بـأس تستـعـمـل غـالبـا فيـمـا تـركـه أولى منح(رد المحتار على الدر المختار، ج٦، ص٣٥٨، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى اللبس)

عبرت کدہ مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام (قسط۱)

وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ مُوْسٰی

حضرت موسیٰ کا تذکرہ وتاریخ، احوال و واقعات بھی کیا منفرد شان رکھتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ فاران کی چوٹیوں سے جلوہ گر ہونے والے اپنے بندے اور پاک پیغمبر حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتے ہیں کہ غارِ حرا سے اتر کر حریمِ اقدس میں جو نسخہ کیمیا تم بنی نوعِ انسانیت کے سامنے پیش کرنے جارہے ہو، اس میں ہمارے اس بندے کا بھی تذکرہ کرو، ماجرا سناؤ کہ: ع

لذیذ تر بود حکایت مہر ووفا دراز تر گفتیم

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ بہت تفصیل کے ساتھ فرمایا ہے، اور ان کے حالات کو مختلف قابلِ ذکر پہلوؤں سے کھول کھول کر بیان کیا ہے۔

حضرت موسیٰ کا وطن، نسب اور زمانہ

قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات میں صرف اتنی بات کا ذکر فرمایا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی اپنے بھائیوں سے ملاقات ہوئی، اور ان کے بھائیوں نے حضرت یوسف کو پہچان لیا، اور اس کے بعد حضرت یوسف نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے پاس مصر بلوالیا، اور حضرت یعقوب اور ان کا خاندان حضرت یوسف علیہ السلام کی خواہش پر کنعان سے نقل مکانی کر کے حضرت یوسف کے زیرِ انتظام مصر میں جا کر آباد ہوگیا (اور آئندہ وہیں ان کی بود وباش رہی، تا آنکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان میں مبعوث ہوئے) جبکہ حضرت یوسف مصر کے اقتدار میں شریک اور وزارتِ خزانہ جیسے باوقار اور اہم منصب پر فائز تھے۔ [۱]

[۱] کما قال تعالیٰ فی القرآن المجید: اجعلنی علی خزائن الارض (سورۃ یوسف)

حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک اولادِ یعقوب (بنی اسرائیل) کے قیامِ مصر سے قرآن مجید نے سکوت رکھا ہے، اس عرصے کی تاریخ پر اپنی تفصیلات وجزئیات کے ساتھ بائبل سے روشنی پڑتی ہے۔

اس واقعہ کے کافی عرصہ بعد قرآن مجید حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات کو بیان کرنا شروع کر دیتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل (یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد) حضرت یوسف کے مصر میں بلانے کے بعد مصر ہی میں بس گئے تھے، اور ان تمام پچھلی صدیوں میں ان کی تاریخ مصر سے ہی وابستہ رہی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام، اولادِ یعقوب (یعنی بنی اسرائیل) میں سے ہی تھے، مفسرین نے اسرائیلی مآخذ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جو شجرہ نقل کیا ہے، اس کی رُو سے آپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ''لاوی'' کی نسل سے چوتھی پشت میں تھے، حضرت موسیٰ کے والد عمران، ان کے والد قاہث، ان کے والد عازر، ان کے والد لاوی، اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پورا نسب نامہ اس طرح بنتا ہے:

موسیٰ بن عمران بن قاہث بن عازر بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ علیہم السلام۔

اس طرح ایک پشت سے دوسری پشت تک اوسطاً 50 سال کا عرصہ بھی لگائیں، تو حضرت یوسف اور حضرت موسیٰ کے درمیان زمانی فاصلہ تقریباً دو قرنوں کا بنتا ہے۔ [1]

حضرت یوسف نے اپنے خاندان کے رہنے کے لئے مصر سے باہر ایک الگ تھلگ جگہ منتخب کی تھی، تا کہ یہاں رہ کر ان کے خاندان کی بدویانہ زندگی باقی رہے، اور مصری بت پرست ان کے ساتھ اختلاط نہ کر سکیں، اور مصریوں کی مشرکانہ رسوم اور بداخلاقیاں بنی اسرائیل میں سرایت نہ کر سکیں، اور خود مصری لوگ

---

[1] وقال أبو جعفر :وهو موسى بن عمران بن يصهر بن قاهث بن لاوى بن يعقوب إسرائيل الله بن إسحاق ذبيح الله ابن إبراهيم خليل الله، فيما زعم ابن إسحاق(تفسير الطبرى، ج٢ص ١٦١، سورة البقرة)

وهو موسى بن عمران بن قاهث بن عازر بن لاوى بن يعقوب بن إسحق بن إبراهيم عليهم السلام، قال تعالى:
"واذكر فى الكتاب موسى إنه كان مخلصا وكان رسولا نبيا *وناديناه من جانب الطور الأيمن وقربناه نجيا *ووهبنا له من رحمتنا أخاه هرون نبيا .

وقد ذكره الله تعالى فى مواضع كثيرة متفرقة من القرآن.

وذكر قصته فى مواضع متعددة مبسوطة مطولة وغير مطولة.

وقد تكلمنا على ذلک كله فى مواضعه من التفسير(قصص الانبياء لابنِ كثير، ج٢ ص٣،ذكر قصة موسى الكليم عليه الصلاة والتسليم)

Idara Ghufran

بھی چرواہوں، کاشتکاروں اور بدوی لوگوں کو کمتر سمجھتے اور ان کے ساتھ رہنےسہنے کو معیوب سمجھتے تھے۔

قرآن مجید میں بھی اس بات کا ذکر آیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی وفات سے پہلے ساری اولاد کو جمع کیا، اور ان سب کو برکت کی دعاء دی، اور ان کو نصیحت کی کہ میرے بعد اپنے ایمان اور اپنے عقائد کو خراب نہ کر دینا، اور اللہ کے اس پاک رشتہ کو جو میں نے اور میرے باپ دادا نے ہمیشہ سے مضبوط رکھا ہے، اس کو مشرکانہ رسوم سے ختم نہ کر دینا۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰـهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (سورة البقرة، رقم الآية ۱۳۲)

ترجمہ: کیا تم حاضر تھے جب یعقوب کو موت آئی تب اس نے اپنے بیٹوں سے کہا تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے انہوں نے کہا ہم آپ کے اور آپ کے باپ دادا ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو ایک معبود ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں (سورہ بقرہ)

ان تفصیلات سے یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ بنی اسرائیل، حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی صدیوں تک مصر میں آباد رہے، اور ایک کے بعد دوسرے بادشاہ ان پر حکومت کرتے رہے، یہاں تک کہ اس فرعون کی حکومت آئی، جس کے دورِ حکومت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو توحید اور وحدانیت کی دعوت دی، اور اس دعوت کو نہ ماننے کی پاداش میں اس فرعون پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ

(کیا تم وہاں موجود تھے، جب یعقوب کی موت کا وقت آن لگا)

قرآن مجید کے حقائق وواقعات اور احکام واخبار کے بیان کرنے کے سارے ہی اسالیب اچھوتے ہیں، علمائے بلاغت (مثلاً زمخشری، ابوسعود، بیضاوی وغیرہ) نے قرآن مجید کی فصاحت وبلاغت اور اچھوتے اسالیبِ بیان سے خوب خوب پردہ اٹھایا ہے، خصوصاً ماضی کے واقعات، اقوام وملل کی تاریخ کے بیان میں

قرآن مجید کی منظرنگاری کا اسلوب اپنے جوبن اور شباب پر ہوتا ہے، اسی آیت کو لے لیں، جس میں قرآن مجید حضرت یعقوب کے وقتِ وفات کی منظرکشی کرر ہا ہے، فصاحت وبلاغت کے اصول وقواعداور عربی دانوں کا ذوق جن کو ہو، کچھ وہ ہی ادبِ لطیف کے اس پیرایۂ بیان کی حسن وخوبی کو جان اور جانچ سکتے ہیں، بہرکیف اس آیت سے ایک اہم نکتہ جو قرآن مجید پیش کرنا چاہتا ہے، جو توحید کے پرستار امتِ مسلمہ کے لئے ایک لائحہ عمل کی حیثیت رکھتا ہے، وہ یہ ہے کہ ہدایت یافتہ معاشروں، سوسائٹیوں، خاندانوں اور گھرانوں کے لئے اہم چیز جوان کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہوتا ہے، مقاصد وترجیحات کی تعیین اوران مقاصد کے بقاء، دوام واستحکام کا مسئلہ ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ ان کی وہ فطری، آفاقی، مثالی ومعیاری روایات واقدار جن کی بنیاد عقائد ونظریات سے پڑتی ہے، اور ہدایت یافتہ امتوں اورانسانی معاشروں وخاندانوں کو باقی انسانیت سے ممتاز اور اللہ کا مقرب بناتی ہے، اور ایمان وکفر کی حد بندی کرتی ہے، اور پھر زندگی کے سارے وظائف ومعمولات اور سب شعبوں میں سرایت کر کے ان کے اعلیٰ انسانی، فطری وآفاقی روایات واقدار کی تعیین وصورت گری کرتی ہے، ان معاشروں وخاندانوں کے ذمہ داران واکابرین کو کچھ فکر اگر ہوتی ہے، تو اپنی انہی روایات واقدار، عقائد واعمال، کلچر وتہذیب کی ہوتی ہے، جسے سے ان کی عنداللہ مقبولیت اور عندالناس شرف وعظمت اور امتیازی تشخص قائم ہوتا ہے کہ کہیں ہماری آئندہ نسلوں میں ان بنیادوں پر ضرب نہ پڑے، ان کو زَد وصدمہ نہ پہنچے، وہ مرتے مرتے بھی اسی کی وصیت اور تاکید کرتے، اوراسی کے عہد پیمان لے کے جاتے ہیں۔

قرآن مجید نے موقع بموقع انبیائے کرام کی زبان سے خصوصاً اس موقع پر حضرت یعقوب علیہ السلام بنی کے طرزِ عمل سے اس کا نمونہ پیش کر کے بتادیا کہ ہدایت یافتہ سوسائٹیاں اپنی اگلی نسلوں میں اپنے کلچر وتہذیب اور عقیدہ وعمل کی بقا کی فکر موت تک کریں، اور مرتے مرتے بھی کریں، ورنہ ان کی نسلوں میں بتدریج یہ چیز ناپید ہوتی جائے گی۔

دعوتِ فکر

آج بھی ہمیں دیکھنا چاہئے کہ قرآنی ہدایت کے اس پیمانے پر ہم کہاں تک پورا اترتے ہیں؟ کہیں یہ ہی اہم وجہ تو نہیں امتِ مسلمہ میں پچھلے چند قرنوں سے فساد وبگاڑ پھیلنے اور ہر نسل میں اور ہر قرن میں گزشتہ قرن سے زیادہ وسعت وپھیلاؤ اور کثرت وشدت اختیار کی؟ ''فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ'' (جاری ہے......)

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

چکوترہ(Grapefruit)

چکوترہ کو عربی زبان میں ’’زنباع‘‘ اور فارسی زبان میں ’’گریپ فروت‘‘ اور انگریزی زبان میں گریپ فروٹ ’’Grapefruit‘‘ کہا جاتا ہے۔

چکوترہ دراصل کینو کی دو اقسام کے قلم (یعنی درختوں کو باہم ملا دینے) سے بننے والا پھل ہے، سرد موسم میں چکوتروں کی بہار دیکھنے میں آتی ہے۔

چکوترے کا تعلق لیموں، موسمی، مالٹا، سنگترے اور کینو کے خاندان سے ہے، چکوترے میں لیمونین نامی ترش روغن زیادہ ہوتا ہے۔

چکوترہ ذائقے میں تھوڑا کڑوا اور تھوڑا سا کھٹا تو ضرور ہوتا ہے، لیکن یہ بے شمار خوبیوں کا مالک ہے، اسے عام طور پر جوس کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

چکوترہ میں کیلشیم، فاسفورس فولاد، وٹامن اے، بی کمپلیکس، وٹامن سی فولک ایسڈ اور پوٹاشیم بھی موجود ہوتا ہے۔

ایک درمیانی چکوترے میں 41 ملی گرام وٹامن سی ہوتا ہے، یہ مقدار روزانہ درکار وٹامن سی کی دو تہائی مقدار کے برابر ہوتی ہے، وٹامن سی کا جسم کے امراض سے لڑنے کی صلاحیت سے بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے، کیونکہ وٹامن سی سے جسم کی قوتِ مدافعت مستحکم اور مضبوط رہتی ہے۔

چکوترہ دو طرح کا ہوتا ہے، ایک سفید اور دوسرا سرخ۔

سرخ چکوترہ ریڈ بلڈ مالٹے کی طرح زیادہ مفید ہوتا ہے، کیونکہ اس میں لائکوپین نامی کیروٹین زیادہ ہوتا ہے، کیروٹین دراصل سرطان اور کینسر سے محفوظ رکھنے کا جز ہے۔ یہ خاص طور پر رحم، مثانے اور لبلبے کے سرطان سے محفوظ رکھتا ہے۔ چکولائکوپین اور لیمونین جیسے اجزاء جسم کو کئی طرح کے سرطان سے محفوظ رکھتے ہیں، اس میں موجود وٹامن سی جسم میں مضر خلیوں کے حملوں سے جسم کو محفوظ رکھتا ہے۔

روزانہ چکوترہ کھانے والا شخص کئی قسم کے فوائد حاصل کرتا ہے، چکوترہ اپنے اندر کولیسٹرول کم کرنے کی بھی صلاحیت رکھتا ہے، ہر پھل میں پیک ٹین نامی حل پذیر جزٔ ہوتا ہے جس میں کولیسٹرول کو گھلانے اور خون

سے سمیٹ کر اسے خارج کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے، چکوترے میں چوں کہ ریشہ بہت ہوتا ہے اس لئے اس میں یہ صلاحیت زیادہ ہوتی ہے، اسے مسلسل 4 ماہ تک استعمال کرنے سے کولیسٹرول کی سطح میں اوسطاً 6 سے 7 فیصد تک کمی ہوسکتی ہے۔

چکوترہ موٹاپا دُور کرنے کے حوالے سے بھی انتہائی مفید سمجھا جاتا ہے۔

چکوترہ بھوک میں اضافہ کرتا ہے اور معدے کی قوت بڑھاتا ہے۔

چکوترہ کا باقاعدہ استعمال دل، جگر اور گردوں کے لئے مفید ہے۔

ذیابیطس میں مبتلا افراد بھی چکوترہ بلا کھٹک کھا سکتے ہیں۔

کام کی زیادتی کی وجہ سے پیدا ہونے والے ذہنی دباؤ، اضمحلال اور تھکاوٹ کو دُور کرنے کے لئے چکوترے کا صرف ایک گلاس پینے سے انسان تازہ دَم ہو جاتا ہے۔

چکوترہ بیماریوں کے خلاف قوتِ مدافعت پیدا کرنے، جلد کی تازگی، ہاضمہ اور خون کی روانی بہتر کرنے اور تھکن دُور کرنے اور پرسکون نیند لانے میں بھی معاون ہے۔

نزلہ زکام اور بخار کو کم کرنے میں بھی چکوترہ انتہائی مفید شمار ہوتا ہے۔

چکوترہ مٹھاس کم ہونے کی وجہ سے ادویات کے ساتھ حاملہ خواتین اور ذیابیطس کے مریضوں کے لئے بھی موثر ہے۔

ترش پھلو ں میں دراصل فلیو نا ئڈز کے علاوہ فینولکس (کا ربولک ایسڈ) جیسے موثر مانع تعفن (Antiseptic) اجزاء ہوتے ہیں۔ سبز چائے میں پائے جانے والے فلیونائڈز کی طرح چکوترے میں شامل موجود فلیونائڈز اور فینولکس چونکہ بڑے موثر مانع تکسید (Antioxidant) ہوتے ہیں، اور یہ جسم میں ایسے اجزاء تیار کرتے ہیں جو رسولیاں بنانے والے اجزاء کا خاتمہ کر دیتے ہیں، اور اس طرح کینسر وغیرہ کی بیماری سے کافی حد تک حفاظت رہتی ہے۔

نقشہ اوقاتِ نماز، سحر و افطار (برائے راولپنڈی و اسلام آباد شہر)

(مسجدوں، مدرسوں، دفتروں اور گھروں کے لئے یکساں مفید)

جاری کردہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی۔ 051-5507270-55075030

اخبارِ ادارہ **مولانا محمد امجد حسین**

ادارہ کے شب وروز

❑......2/9/16/23/30/محرم، و7/صفر بروز جمعہ حسبِ معمول وعظ ومسائل کی نشستیں ہوئیں۔

❑......19/26/ذی الحجہ، و4/11/11/18/25/محرم، و2/صفر، بروز اتوار دن دس بجے ادارہ میں حسبِ معمول ہفتہ وار اصلاحی مجلس منعقد ہوتی رہیں۔

❑......10/محرم، بروز ہفتہ، ادارہ کے تعلیمی شعبوں اور تعمیرِ پاکستان سکول میں انتظامی طور پر تعطیل رہی۔

❑......12/محرم، سوموار، بعد ظہر 2 بجے کے قریب شدت کا زلزلہ آیا، زلزلہ کے وقت ادارہ کے اساتذہ وطلبہ نے ذکر واستغفار کا وِرد شروع کیا، اللہ تعالیٰ نے نئی زندگی بخشی اور نقصان سے حفاظت فرمائی، فللہ الحمد والشکر۔

❑......14/محرم، بدھ، جناب حکیم محمد فیضان صاحب (ناظم ادارہ) کا دل کا بائی پاس آپریشن، راولپنڈی ادارہ امراضِ قلب میں اللہ کے فضل وکرم سے کامیابی کے ساتھ ہوا، اللہ تعالیٰ صحت یاب فرمائیں۔

❑......14/محرم، بدھ، راقم کے ہاں حافظ محمد بلال سلمہ مع والدہ محترمہ کے تشریف لائے۔

❑......17/محرم، ہفتہ، حضرت مدیر صاحب اور ادارہ کے اساتذہ، جناب حاجی شوکت محمود صاحب (پنڈی ٹینٹ، جامع مسجد روڈ) کے گھر عشائیہ پر مدعو تھے۔

❑......22/محرم، جمعرات، صبح جناب حکیم محمد فیضان صاحب کو بحمد اللہ تعالیٰ آپریشن کے بعد دل کے ہسپتال سے روبہ صحت ہونے کی وجہ سے ڈسچارج کردیا گیا، جس کے بعد وہ اپنے گھر تشریف لے گئے۔

❑......22/محرم، جمعرات، قبل از عصر، جناب مولانا مفتی محمد اقبال علوی صاحب دامت برکاتہم (مسجد کبریاء، گولڑہ موڑ، حاجی کیمپ) کے برخوردار مولانا حسیب الدین صاحب ادارہ میں تشریف لائے۔

❑......28/محرم، بدھ، چکوال سے جناب ادریس صاحب کے ہمراہ، مدنی مسجد چکوال کے چند اساتذہ واہلِ علم حضرات تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات کی۔

❑......2/صفر، اتوار، مولانا عبدالسلام صاحب (ناظم: التبلیغ) مدرسہ بیت السلام (میانوالی روڈ، نزد تلہ گنگ) کے مطالعاتی دورہ پر تشریف لے گئے، شام کو واپسی ہوئی۔

❑......2/صفر، اتوار، دن 10 بجے، ادارہ کے تعلیمات وامتحانات سہ ماہی وغیرہ امور پر اساتذہ کی مجلس مشاورت ہوئی۔

❑......3/صفر، پیر، جامعہ عثمانیہ (لکی مروت) کے مہتمم مولانا عبدالمتین صاحب، ان کے بیٹے اوران کے چند رفقاء ادارہ میں تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب ملاقات اور علمی امور پر گفتگو ہوئی۔

❑......4/صفر، منگل، بعد ظہر، راقم نے حضرت مدیر صاحب اور ادارہ کے اساتذہ کی چائے وغیرہ سے دعوت کی۔

❑......6/صفر، جمعرات، دوپہر حضرت مدیر کے ساتھ بعض اساتذہ اسلام آباد اور بھارہ کہو تشریف لے گئے۔

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات و واقعات، حادثات و تغیرات

21/ اکتوبر/ 2015ء/ 7/ محرم الحرام/ 1436ھ: پاکستان اور چین تھر کول میں سرمایہ کاری بڑھانے، بجلی کا ایک اور منصوبہ لگانے پر متفق 22/ اکتوبر: بھارت: انتہائی پسندی عروج پر، جنونی ہندوؤں نے ایک اور مسلمان مارڈالا، سکھوں کا احتجاج جاری، سول سوسائٹیز کا احتجاج 23/ اکتوبر: پاکستان: نیپرا نے بجلی کی قیمت میں 2.88 روپے یونٹ کی کمی کردی۔ جنوبی پنجاب میں 5.6 شدت کا زلزلہ، دو افراد جاں بحق 24/ اکتوبر: پاکستان: تعطیلاتِ اخبار 25/ اکتوبر: پاکستان: تعطیلاتِ اخبار 26/ اکتوبر: نیو یارک، لندن میں کشمیریوں کا احتجاج جاری، اقوامِ متحدہ کے باہر لانگ مارچ میں ہزاروں افراد کی شرکت 27/ اکتوبر: پاکستان: 8.1 شدت کا ہولناک زلزلہ، خیبر پختونخوا، فاٹا اور پنجاب میں 240 جاں بحق، سینکڑوں عمارتیں منہدم، چھلانگیں لگانے سے درجنوں زخمی، آفٹر شاکس کا سلسلہ جاری 28/ اکتوبر: پاکستان: افغانستان سے پاکستانی چیک پوسٹ پر بھارتی ہتھیاروں سے فائرنگ، 7 ایف سی اہلکار جاں بحق 29/ اکتوبر: پاکستان: سانحۂ منیٰ 185 حاجی شہید ہوئے، ورثاء کو فی کس 5 لاکھ روپے ادا کئے جانے کا اعلان، وزیرِ مذہبی امور 30/ اکتوبر: پاکستان: زلزلہ متاثرین، شدید سردی کی وجہ سے مشکلات میں اضافہ، پنجاب میں ورثاء کو امدادی رقم مل گئی 31/ اکتوبر: پاکستان: باڑہ میں خودکش دھماکہ، ایک سیکورٹی اہلکار شہید، 3 زخمی کیم/ نومبر: پاکستان: بلدیاتی انتخابات، پہلے مرحلہ میں پنجاب میں ن لیگ کامیاب اور سندھ سے پی پی کامیاب پٹرول 2.50، ڈیزل 1.75 روپے مہنگا، مٹی کے تیل کی قیمتیں برقرار 2/ نومبر: پاکستان: بلدیاتی انتخابات، لڑائی جھگڑے فائرنگ، خیر پور میں 12 اور فیصل آباد میں 1 جاں بحق، درجنوں زخمی، متعدد مقامات پر فوج طلب 3/ نومبر: پاکستان: حویلیاں ڈرائی پورٹ، مظفر آباد ریل منصوبہ، پشاور تا کراچی ٹریک اپ گریڈ کرنے کی وزیرِ اعظم کی طرف سے منظوری 4/ نومبر: بھارت: بہار کے انتخابات میں بی جے پی کو بدترین شکست کا سامنا 5/ نومبر: پاکستان: لاہور میں 4 منزلہ فیکٹری گرگئی، متعدد جاں بحق، 95 زخمی، حادثہ کی تحقیقات جاری 6/ نومبر: پاکستان: اربوں کے گھپلے، نیب نے سندھ فیسٹیول کی تحقیقات شروع کردی 7/ نومبر: پاکستان: تاپی منصوبہ، ترکمانستان نے پائپ لائن کی تعمیر شروع کردی، 2018 میں آپریشنل ہوگی، پاکستان، بھارت کو روزانہ 1.3 ارب کیوبک فٹ گیس ملے گی 8/ نومبر: پاکستان: مودی کی مقبوضہ کشمیر آمد پر مکمل ہڑتال، مظاہرے 9/ نومبر: پاکستان: بہار کے انتخابات میں مودی کو عبرتناک شکست، 243 میں سے صرف 58 نشستیں مل سکیں 10/ نومبر: پاکستان: قومی اسمبلی، ایاز صادق، دو تہائی اکثریت سے دوبارہ سپیکر

منتخب، ایک ہی اسمبلی سے دو بار منتخب ہونے والے پہلے سپیکر بن گئے ✍ 11/نومبر: پاکستان: پاکستان اور بیلا روس کے مابین اقتصادی تعاون کے روڈ میپ اور 17 معاہدوں پر دستخط، تجارتی حجم ایک ارب ڈالر تک بڑھانے کا عزم ✍ 12/نومبر: پاکستان: 3 سال میں اوگرا کے 3577 چھاپے، 8 کروڑ جرمانے، 1215 شوکاز نوٹس جاری ✍ 13/نومبر: لندن: بھارتی وزیرِ اعظم کی آمد پر لندن قاتل مودی کے نعروں سے گونج اُٹھا، کشمیریوں، سکھوں، دلتوں اور نیپالیوں کا مظاہرہ، ریڈ کارپٹ استقبال نہ ہوسکا، بھارتی وزیرِ اعظم کو پچھلے دروازے سے 10 ڈاؤننگ سٹریٹ لے جایا گیا ✍ 14/نومبر: پاکستان: ایل پی جی کی قیمتوں میں 5 روپے فی کلو اضافہ، گھریلو سلنڈر 59 روپے مہنگا ہوگیا ✍ 15/نومبر: فرانس: پیرس حملہ، ہلاکتیں 129 ہوگئیں، 352 افراد زخمی، فرانس میں ایمرجنسی سرحدیں سیل، 3 روزہ سوگ کا اعلان ✍ 16/نومبر: پاکستان: پیرس میں شدید خوف، کریکر پھٹنے سے بھگدڑ، مزید 3 زخمی چل بسے، 4 دہشتگرد فرانسیسی نکلے، ایک مفرور کی تلاش ✍ 17/نومبر: پاکستان: حکومت کا سردیوں میں سی این جی اسٹیشنز کو گیس فراہمی سے انکار ✍ 18/نومبر: پاکستان: بولان: جعفر ایکسپریس کو حادثہ، 22 جاں بحق، 150 زخمی، 8 بوگیاں پٹڑی سے اتر گئیں، انجن تباہ ✍ معروف ادیب اور ناول نگار اشتیاق احمد انتقال کر گئے ✍ 19/نومبر: پاکستان: توہینِ عدالت، سندھ ہائیکورٹ نے آئی جی سمیت 14 افسران کی معافی مسترد کر دی ✍ 20/نومبر: پاکستان: بلدیاتی انتخابات کا دوسرا مرحلہ، پنجاب ن لیگ، سندھ میں پیپلز پارٹی کی برتری برقرار

الحجامہ سنٹر

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

﴿برائے خواتین﴾

(۱)......اہلیہ عمران رشید (ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔
فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900)

﴿برائے مرد حضرات﴾

(2)......مولانا عبد المجید صاحب، بنی، راولپنڈی۔ فون نمبر: 0314-5125521

زیرِ انتظام: عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی فون: 0333-5187568